سلام (تحقیق۔ فضائل۔ احکام۔ مسائل)

تحریر جناب سعید احمد بلوچ، ملیر سٹی، کراچی۔

متمدن اقوام کی خاص خصوصیات میں سے یہ ہے کہ ان کے آپس کے تعلقات میں آداب عالیہ اور عادات حسنہ پر زندگی کی روش اختیار کی جائے۔ اسلام نے جسم و روح کی پوری بنیادوں کو مہیا کیا ہے اور ان آداب سے بھی غفلت نہیں برتی ہے کہ جن پر ان کے پیرو کاروں کو چلنا چاہئیے۔ چنانچہ اس نے ان آداب کو ان کا پورا حق عطا کیا ہے اور اس سلسلہ میں کمال ذوق اور شعور عالیہ کو بھی نگاہ میں رکھا ہے۔

چنانچہ اسی آداب میں سے اس نے طلب واجازت اور "سلام" کرنے کو لازم قرار دیا ہے اور یہ دونوں وہ باتیں ہیں کہ آج کل کے دور میں متمدن لوگوں کے امتیازات میں سے شمار ہوتی ہیں۔ متمدن اقوام اس بات کا خاص خیال رکھتے ہیں اس سلسلہ میں وہ رعایت نہیں برتتے۔ لیکن اسلام نے اپنے ماننے والوں کےلئے صدیوں پیشتر اس قاعدہ کو لازم قرار دیا ہے۔ جیسا کہ قرآن پاک میں اس کا حکم آیا ہے:

فاذا دخلتم بیوتاً فسلموا علی انفسکم تحیة من عنداللہ مبارکة طیبة (۱)

ترجمہ: جب تم اپنے گھروں میں داخل ہوا کرو تو "سلام" کرلیا کرو۔ یہ اللہ کی طرف سے مبارک (برکت والا) پاکیزہ تحفہ ہے۔

اسلام نے "سلام" کو مشروع قرار دیا ہے۔ اور دوسری طرف اس نے "سلام" کے جواب کو بھی لازم قرار دیا ہے جیسا کہ فرمان رب العزب ہے:

واذا حییتم بتحیة فحیوا باحسن منها اوردوها (۲)

ترجمہ: اور جب تم کو سلام کیا جائے (دعادی جائے) تو تم اس سے بہتر طور پر لوٹا دو (سلام کو)

یہ اس لئے کہ افراد کے درمیان دشمنی ابھارنے میں "سلام" کا جواب نہ دینے سے زیادہ کوئی دوسری صفت اتنی زیادہ باعث عیب نہیں ہے۔ اس لئے اسلام نے اپنے ماننے والوں کو صرف "سلام" کا جواب اتنا ہی نہ دینے پر اکتفا نہیں کیا ہے بلکہ وہ تو اس سے بہتر

الفاظ میں جواب دینے کا تقاضا کر رہا ہے۔ اور یہ آداب عالیہ کی ازحد رفعت ہے کہ جس کا اسلام نے اپنے ماننے والوں کو حکم دیا ہے۔

شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ "سلام" کے متعلق اپنی مایہ ناز کتاب "حجۃ اللہ البالغہ" میں اس کو سلامت فطرت کیلئے لازم قرار دیا ہے کہ جس سے معاشرہ کا حسن، احسن طریقہ پر برقرار رہتا ہے۔ شاہ صاحبؒ تحریر فرماتے ہیں:

"جن امور کو سلامت فطرت (واجب) لازم قرار دیتی ہے اور جن سے انسانی سوسائٹی بنی ہے اور ارتفاقات ضروری قرار پائے ہیں ان کی وجہ سے یہ لازم ہے کہ چند ایک کی پابندی کی جائے ان کے بدولت معاشرہ کا نظام احسن طریقہ پر قائم رہتا ہے۔ ان آداب میں اکثر ایسے ہیں کہ جن کی خوبیوں کو عرب و عجم کی جملہ اقوام تسلیم کرتی ہے اور اصولاً کسی نے بھی اختلاف نہیں کیا۔ یہ اور بات ہے کہ مقامی مصلحتوں کو ملحوظ رکھ کر ان آداب کی تفصیلات اور جزئیات، ہر ایک قوم میں جداگانہ ہوں۔ چنانچہ ان آداب کا بیان کرنا اور ان کے اچھے برے میں تمیز کر کے دکھانا بھی مقاصد نبوت میں داخل ہے۔ من جملہ ان آداب کے ایک دوسرے کو "سلام" کرنا ہے۔ حسن معاشرت کی یہ ضرورت کہ لوگ جب آپس میں ملیں تو مسرت کا اظہار کریں اور ان کی ملاقات کا وجوہ ہی نیکی پر ہو۔ اسی طرح چھوٹوں کو چاہیے کہ بڑوں کی تعظیم و تکریم کریں اور بڑوں پر بھی یہ فرض بنتا ہے کہ وہ چھوٹوں سے رحم و شفقت کے ساتھ پیش آئیں۔ ہم عمروں کو بھائی بھائی بن کر رہنا چاہیے۔ اگر ان باتوں کی پابندی نہ کی جائے تو ہم صحبتی اور معاشرت کا فائدہ بے مقصود ہو جاتا ہے۔ اور آپس کے تعلقات میں بدمزگی پیدا ہو جاتی ہے۔ اس اظہار مسرت و شفقت کو اگر کسی لفظ مقررہ کے ذریعے ضبط میں نہ لایا جائے تو اس کا ظہور میں آنا مشکوک ہوگا اور قرآن عالیہ سے اس کا استنباط نہیں کیا جاسکے گا۔ اس لئے گزرے ہوئے زمانہ سے اس مسرت کے اظہار کیلئے ہر ایک قوم کی صوابدید کے مطابق مختلف الفاظ استعمال ہوتے چلے آئے ہیں اور وہ الفاظ ان کے دین و مذہب کا شعار سمجھے جاتے ہیں۔ جس کو زبان پر لاتے ہی آدمی پہنچان لیا جاتا ہے کہ اس کا تعلق کس دین و ملت سے ہے۔ (۳)

بطرس البستانی نے (۴) دائرۃ المعارف میں "سلام" کے متعلق تحریر فرمایا ہے کہ "سلام" ھدیہ ہے کلام کے ساتھ یا اشارہ کے ساتھ یا لکھائی کے ساتھ اور عرب کا یہ کہنا

کہ "السلام علیکم" یہ ہر قسم کی آفات سے سلامتی کیلئے دعا ہے چاہے وہ آفات دین پر ہوں یا عقل، اہل، مال، عزت وغیرہ پر ہوں یعنی مطلب ان سب کا یہ کہ اللہ تمہارا نگہبان ہو (۵)

برصغیر کے ایک بڑے اسکالر و محقق مولانا سید سلیمان ندوی تحریر فرماتے ہیں:

۱۔ یہ تمام انبیاء علیہم السلام کا متفقہ طریقہ ہے جیسا کہ قرآن پاک میں اس کے استعمالات سے جو انبیاء علیہم السلام کی زبان مبارک سے ادا ہوئے ہیں، والسلام علی (سورہ مریم) یا ان کے متعلق کہے گئے ہیں وسلام علی المرسلین (سورہ صفت) ظاہر ہوتا ہے۔

۲۔ اس کی صورت ذکر و دعا کی ہے نبوی تمتعات مثلاً طولِ عمر وغیرہ سے اس کو تعلق نہیں اور نہ محدود و معین اوقات سے مقید ہے اس میں دائمی اور سرمدی سلامتی کا راز چھپا ہے۔

۳۔ اس میں مذہبی شان زیادہ پائی جاتی ہے کیونکہ اس سلامتی سے مقصود جس کی طرف السلام کا الف لام اشارہ کرتا ہے وہ سلامتی ہے جو اللہ تعالی کی طرف سے بندوں پر نازل ہوتی ہے۔

۴۔ اس میں مبالغہ آمیز تعظیم نہیں پائی جاتی جو بندگی، کورنش، آداب عرض اور دوسرے قسم کے غیر مشروع طریقوں میں پائی جاتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جب حضرت قیس بن سعدؓ نے آپ ﷺ سے کہا کہ میں نے حیرہ والوں کو دیکھا ہے کہ وہ اپنے رئیسوں کو سجدہ کرتے ہیں، تو آپ ﷺ اس کے زیادہ مستحق ہیں کہ ہم لوگ آپ ﷺ کو سجدہ کیا کریں، تو آپ ﷺ نے ان کو اس کی اجازت نہیں دی، ایک اور شخص نے کہا کہ یارسول اللہ ﷺ! جب ہم میں کوئی اپنے بھائی یا دوست سے ملتا ہے تو کیا اس کیلئے جھک جائے فرمایا "نہیں" اس نے کہا تو کیا اس سے لپٹ جائے اور اس کا بوسہ لے، فرمایا "نہیں" اس نے کہا کیا اس کا ہاتھ پکڑ لے اور اس سے مصافحہ کرے، فرمایا "ہاں"

۵۔ دنیا میں انسان کو جو بہتر دعا دی جاسکتی ہے وہ اسی سلامتی کی ہے کہ یہ جان ومال، آل و اولاد، دنیا و آخرت ہر قسم کی سلامتی کو مشتمل ہے۔

۶۔ جب دو انسان آپس میں ملتے تھے تو ایک دوسرے سے بیگانگی کے سبب سے متوحش اور چوکنے ہوتے تھے اور ڈرتے تھے کہ کہیں غفلت پا کر دشمنی نہ کرے۔ اب جب کہ اسلام کے قاعدہ کے مطابق دونوں اس لفظ کو اپنے اپنے منہ سے ادا کرتے ہیں تو اس کے یہ

معنی ہیں کہ دونوں ایک دوسرے کو اپنی طرف سے اطمنان دلاتے ہیں ، اور دونوں ایک دوسرے کی سلامتی کی دعا کرتے ہیں۔

۷۔ اسلام نے اپنے پیرووں کے درمیان اس کو گویا آپس میں پہچان کی علامت اور " واچ ورڈ" مقرر کیا ہے، آمنے سامنے جب دوز بانوں سے یہ لفظ نکلتے ہیں تو دونوں اپنے سینوں میں ہزار بیگانگی کے باوجود آشنائی کی ایک لہر پاتے ہیں اور آپس میں محبت کی کشش محسوس کرتے ہیں ، یہ بتاتا ہے کہ دونوں ایک ہی ملت محمدیہ کے ایمانی فرزند ہیں (٦)

دنیا کے قدیم یا جدید ممالک اور قوموں میں "سلام " کرنا پایا جاتا ہے اگرچہ الفاظ اور ادائیگی میں اختلاف ہوسکتا ہے "سلام " کی عبارت و الفاظ امم عہد قدیم وجدید میں اتنے پائے جاتے ہیں جن کا ذکر کرنا بہت مشکل ہے۔

لیکن ایک بات تو بالکل واضح ہے کہ امم عہد قدیم وجدید نے عرب کی اصطلاحات کو اپنی اصطلاحات میں ضرور شامل کرلیا ہے۔ جیسے قدیم انگلش (انگریز) یخلصک یا سیدی یعنی اللہ تمہیں ہر شر سے نجات دیں اور آج کل ان کی اصطلاح رخصتی کے وقت یہ ہوتی ہے۔ (Good By) اور اکثر امتوں میں صبح وشام ، ظہر وعشاء کے اوقات میں مختلف الفاظ ہوتے ہیں۔ اور جہاں تک عرب اور ترک والے ہیں ان کے بھی مختلف الفاظ مختلف اوقات میں پائے جاتے تھے۔ مثلاً

صباح الخير ، ونهاركم سعيد ، ومساءالخير ، وليلة السعيدة ، واوقاتكم سعيدة، واللهمعكم. وعافاكم الله، وعسى ان تكونوا بخير وعافية والسلام عليكم، وكيف حالكم (٧)

لیکن ہمیشہ وہ الفاظ استعمال کرتے تھے کہ جن سے پہلے وہ متعارف ہوتے تھے اگرچہ علاقے کے لحاظ سے "سلام " کے الفاظ میں اختلاف ہوتا تھا۔ مگر مقصود سب کا ایک ہوتا تھا وہ یہ کہ مخاطب سے اس کے اور اس کے اہل وعیال کی خیریت معلوم کرنا ہوتا تھا اور ان کے متعلقین کیلئے محبت کا اظہار کرنا ہوتا ۔ یہ سب کچھ مختلف ظروف اور اشخصاص کی نسبت سے ہوتا۔

ترک والے کہتے کہ اللہ تمہیں صبح وشام خیریت سے رکھے۔ اور عجم والے کہتے کہ اللہ تمہیں صبح وشام سلامت وعافیت سے رکھے (٨)

"سلام" کے متعلق بطرس البستانی نے انسائیکلوپیڈیا "دائرۃ المعارف" میں ترپن (۵۳) صفحات پر مشتمل تحقیقی مقالہ درج کیا ہے جو کہ وسیع مطالعہ کہا جاسکتا ہے جس میں قابل ذکر مواد موجود ہے۔ جو کسی اور انسائیکلوپیڈیا میں موجود نہیں وہ لکھتے ہیں: کہ قدیم اور جدید ممالک اور قوموں میں "سلام" کے مختلف الفاظ واشارات ہیں جو کہ ان لوگوں کی عادات اور اخلاق کی عکاسی کرتے ہیں۔ مثلاً:

قدیم رومیوں کے نزدیک "سلام" سے مراد یہ ہے کہ تم قوی رہو اور صحیح سلامت رہو۔ قدیم یونانیوں کے نزدیک "سلام" سے مراد یہ ہے کہ تم خوش وخرم رہو۔ اور فرانس والوں کے ہاں اس کا مطلب یہ ہے کہ تمہارا کیا حال ہے اور تم اپنا نفس کس طرح محسوس کرتے ہو اور اطالین (اٹلی) کے نزدیک تقریباً یہی مفہوم مراد ہے اور اساجیون (سویڈن) والے اس کا مفہوم یہ لیتے کہ تم کس کام پر کس طرح قادر ہو؟ اور چین والے لوگ "سلام" کا یہ مطلب لیتے اور وہ کہتے کہ تم نے کھانا کھایا؟ یا تم نے اچھا کھایا یا تم نے اپنا انتظام صحیح کیا۔ اور بولونیا (بولونین) (۱) کے ہاں یہ تھا کہ تم خوش ہو اور تمہاری حالت کیسی ہے۔ اور روسیوں کے نزدیک کہ تم اچھی زندگی بسر کرو اور اس کا مطلب ان کے نزدیک یہ ہے کہ اللہ تمہارے ساتھ ہے۔ اور آج کل وہ اس کا مطلب یہ لیتے ہیں کہ اللہ تمہیں شیطان سے محفوظ

بستانی نے امم قدیم وجدید کی اصطلاحات کے بارے میں تحریر کیا ہے کہ دوسری قومیں اکثر عرب کی اصطلاحات کو اپنی اصطلاحات میں شامل کرلیا کرتے یہاں تک یہ لوگ اس موقع پر بھی سلام کرتے جبکہ قطع نظر وہ ایک دوسرے کو جانتے ہوں یا نہیں ان کی ایک دوسرے سے دوستی ہو یا دشمنی۔ مسافر مسافر کو چھوٹا بڑے کو بڑا چھوٹے کو، ذلیل عزیز کو، رہ گزر بیٹھنے والے پر۔ نوکر اپنے آقا پر اور گھر والے اس پر بھی "سلام" بھیجتے جو کہ تازہ تازہ نیند سے بیدار ہوا ہو۔ اور متی میں لکھا ہے کہ تم ہر طائفہ پر سلام کیا کرو۔ کیونکہ یہود ان پر سلام نہیں بھیجتے تھے جو کہ ان کے مذہب سے نہ ہوتے تھے۔

---

(۱) بولونیا (Boloyna) یہ اٹلی کا ایک شہر، امیلیا کا دارالحکومت پرانا رہا ہے۔ دیکھیے المنجد فی اللغۃ والاعلام۔ الطبعۃ الخامسہ عشرہ فی الاعلام ص: ۱۵۰

"سلام" کرتے وقت بعض اوقات بعض جگہ مختلف اشارات وحرکات ہیں جیسا کہ ہمارے بعض علاقوں میں بھی رائج ہے۔ مثلاً سندھ و بلوچستان میں سلام اور مصافحہ کرتے وقت ہاتھ کو سینے کی طرف دل کے اوپر رکھ کر سر کو ہلایا جاتا ہے۔ اسی سے متعلق بستانی نے تحریر کیا ہے:

ہاتھ ملانا بھی عرب میں عام تھا حتی کہ یورپ اور امریکہ میں ہاتھ کا ملایا جانا اور یورپ اور امریکہ میں اگرچہ دوستی پرانی ہوتی تھی تب بھی ہاتھ ملانا نہیں ہوتا تھا اور عرب میں بسااوقات ہاتھ ملانے کے علاوہ یہ ہوتا تھا کہ "سلام" کرنے والا اپنا ہاتھ اپنے سینے پر رکھ دیتا یا اپنے سر پر رکھ دیتا تاکہ اس آدمی کو یہ پتہ چل جائے کہ جس پر اس نے "سلام" بھیجا ہے اس کی محبت اس کے دل میں ہے اور ترک میں یہ طریقہ ہوتا کہ ہاتھ نہیں ملاتے البتہ چھوٹا اپنے ہاتھ کی ہتھیلی بڑے آدمی کے ہاتھ میں دیتا پھر دونوں اپنی اپنی پیشانی تک اٹھاتے اور دوسرا طریقہ یہ کہ منہ سے کہہ کر پیشانی پر ہاتھ رکھتے اور ذی مرتبت آدمی کے ہاتھ چومنا یا اس کی پیشانی کی ایک طرف کو چومنا۔

مشرق والوں کے ہاں ہاتھ چھولینے کے بعد اس کو چوم لیتے ہیں۔ (۱) اور آنکھوں اور پیشانی تک اپنے دونوں ہاتھ لے جاتے ہیں۔ امریکہ میں صرف عورتوں کی عادات میں سے ہے ہاتھوں کو چومنا اور یہ بھی انہوں نے مشرق والوں سے لیا ہے۔ جس طرح یورپ والوں نے ہاتھ ہلا کر سلام کرنے کی عادت قدیم امتوں سے لی ہے اور اشراقین کے ہاں چھوٹا "سلام" کرنے میں سبقت کرتا ہے اور اگر سلام کرنے والے دونوں رتبہ میں برابر ہوں تو پھر گزرنے والا بیٹھنے والے پر سلام کرتا ہے اور عام رسمی حالات میں تو یہ ہوتا ہے کہ چھوٹے پر یہ ضروری ہوتا ہے کہ وہ اپنے بڑے کا اس وقت تک باادب منتظر رہے جب تک وہ بڑا سلام نہیں کرتا اور جاپان میں "سلام" کرنے کا دستور یہ تھا کہ جب چھوٹا اپنے کسی بڑے شخص کو دیکھتا تو وہ احتراماً اپنے جوتے اتار دیتا اور اپنے دائیں ہاتھ سے گھٹنے کے بل جھک کر سلام کرتا۔

۱۔ ملائیشیا، انڈونیشیا، فلپائن وغیرہ میں ایسا ہی عمل آج تک ہو رہا ہے۔ یہ میں نے خود دیکھا ہے (راقم)

اور تھائی لینڈ میں جب کوئی بڑا راستہ سے گزرتا تو چھوٹا زمین پر جھک کر بڑے کو سلام کرتا اور بڑا آدمی اپنے کسی آدمی کو اس کے پاس بھیجتا اور اس کے پاس کچھ کھانے پینے کی چیزیں ہوتیں تو اس کو اس کے حال پر چھوڑ دیا جاتا۔

اور سری لنکا میں جب چھوٹے کی بڑے سے ملاقات ہوتی تو وہ زمین کی طرف جھک کر بڑے کو سلام کرتا۔ اسی طرح مختلف نام اور اوصاف سے اس کی تعریف کرتا اور بعض شہروں میں تو سلام ہاتھوں سے کاندھوں سے پاؤں سے اور جسم کے بعض دوسرے اعضاء سے کیا جاتا۔ برما میں چوم کر "سلام" کیا جاتا اور فوجی سلام کے بھی مختلف طریقے ہیں۔ ایک یہ ہے کہ جب ایک فوجی دوسرے سے ملتا ہے تو وہ ہاتھ سر پر رکھ کر سلام کرتا ہے۔ اور اگر مسلح ہے تو اپنے مسلم علیہ کے رتبہ کے مطابق اسلحہ اٹھا کر سلام کرتا ہے۔ اور سلام بالکتابت میں بعض تو خط کے شروع میں سلام لکھتے اور بعض شروع و آخر دونوں میں سلام لکھتے ہیں اور بعض مغربی لوگ صرف آخر میں سلام لکھتے ہیں (۱۰)

شاہ ولی اللہ محدث دھلویؒ تحریر فرماتے ہیں:

زمانہ جاہلیت میں مجوسی ایک دوسرے کی ملاقات کے وقت "ہزار سال بزی" یعنی "ہزار سال جیو" عرب ایک دوسرے کے ساتھ ملتے تو کہتے "انعم اللہ بک عیناً" (اللہ تمہاری آنکھیں ٹھنڈی کرے) انعم اللہ بک صباحاً (اللہ تمہاری صبح خوشگوار کرے) اور اس کے علاوہ حیاک اللہ (اللہ تمہیں زندگی دے) یہ الفاظ کہنے کا اس وقت رواج تھا جو کہ "تحیہ" کا ماخذ بھی ہے (۱۱)

انگریز تو مختلف اوقات کیلئے مختلف الفاظ کے ساتھ سلام کرتے ہیں۔ مثلاً صبح بخیر (Good Morning)، شب بخیر (Good Night)، دوپہر کیلئے (Good Afternoon)، شام کیلئے (Good evening) اور کلمات الوداعیہ کیلئے (Good By) عموماً استعمال کرتے ہیں۔

برصغیر ہندوستان میں ہندوؤں میں ملاقات کے وقت جو دعائیہ کلمات استعمال ہوتے ہیں مثلاً پرنا، نمسکار، نمستے، رام رام، جے گوپال، واہ گرو جی (۱۲)

ان سب کے مقابل دین فطرت و شریعت مطہرہ نے بنی نوع انسان کیلئے انبیاء علیہم السلام کی تعلیمات کی روشنی میں وہ الفاظ عطا فرمائے ہیں جن کو زبان پر لاتے ہی ایک

دوسرے سے بیگانگی ختم ہوجاتی ہے "السلام علیکم" یہ وہ ھدیہ ہے (یعنی پاکیزہ تحفہ ہے) کہ جس سے آپس کی محبت، بھائی چارگی والاجذبہ ایک دوسرے کیلئے ہمدردی ایک دوسرے کی شرارتوں سے محفوظ رہنے کیلئے مضبوط امن قائم کرنے کا ولولہ پیدا ہوتا ہے۔

یہ وہ "تحفہ" ہے جو آسمانوں سے نازل ہوا اپنے ایمان والے بندوں کیلئے۔ یہ سلامتی کی دعا ہے۔ یعنی "السلام علیکم" کہنے والا گویا دوسرے کیلئے یہ دعا کرتا ہے کہ "آپ نقصان دینے والی چیزوں سے بے خوف وسلامت رہیں۔ "سلام" کو معاشرہ میں رواج دینا اسلام کا عظیم الشان دستور ہے وہ اس لئے کہ یہ ایمان والوں کو طرف سے۔ بنی نوع انسان کے درمیان "امن" کا عام اعلان ہے آج کا یہ اعلان "امن" حیات انسانی کی ضروریات اور خصوصیات میں سے ہے۔ اسے امن پسند ہونے کی وجہ سے یہ شرف حاصل ہے کہ یہ انسان وحشی صفت جانوروں سے ممتاز ہے۔ وہ اس لئے کہ یہ اشرف المخلوقات میں سے ہے۔ یہ اپنی خواہشات بھیمیہ کو ترک کرنے والا ہے اور وحشی صفت جانور تو صرف نفسانی خواہشات کی تکمیل کرنے کیلئے امن وسکون کو غارت کرکے چھینا جھپٹی میں مصروف ہونے کیلئے ہیں۔

"سلام" ایک دوسرے کے ساتھ عہد وپیمان ہے کہ وہ اپنے بھائی کی آبرو، جان اور مال کیلئے نہ ناجائز ھتکنڈے استعمال کرے گا اور ہمیشہ ناحق دست اندازی سے باز رہے گا۔ "سلام" کو معاشرہ میں پھیلانے سے یہ ڈھنڈورا پیٹنا ہے کہ بدی کی قوتیں اسلام کے بنیادی دستور کی حد سے باہر رہیں۔

پھر ان سب کے علاوہ سب سے بڑی بات یہ ہے کہ "السلام" اسماء الٰھیہ میں سے بھی ہے اس کلمہ کے وہ الفاظ نہیں جن سے اس دنیائے فانی سے دلبستگی ظاہر ہوتی ہو۔ جیسے مشرکین عرب، مجوسیوں، ہندوؤں اور انگریزوں کا سلام ہے۔ مجوسیوں کے الفاظ میں زندگی کی تمنا ہے اور مشرکین عرب کے سلام کا مفہوم یہ ہے کہ تمہارے مال ودولت میں اضافہ ہو اور تم اس فانی دنیا میں خوش رہو۔ بہرکیف اسلام نے ان سب کے بجائے دعائیہ کلمات "السلام علیکم" کے الفاظ دیئے۔

لغوی تحقیق

لفظ " سلام " قرآن مجید میں ۳۳ مرتبہ آیا ہے(۱۳) لغت کے لحاظ سے " سلام " مصدر ہے (۱۴)

السلام(مصدر): .(۱) اسم من التسلیم کا لکلام من التکلیم(التحیة) (۲) الاستلام للا نقیاد والطاعة وفی الایة "السلام علی من اتبع الهدیٰ" ای من اتبع هدی الله سلم من عذابه وسخطه .
(۳) من اسماء الله لسلامته تعالی من النقص والعیب والفناء(۱۵)

ترجمہ: یعنی(۱) تسلیم کا اسم ، ملاقات کے وقت کی دعا (السلام علیکم)(۲)طاعت و فرمانبرداری کیلئے جھکنا(جس کی دلیل قرآن پاک یہ آیت جس کے معنی ہیں)سلامتی ہو اس پر جس نے ہدایت کی پیروی کی ۔(اس کی تشریح مصنف کا سوال وجواب کی شکل میں)کونسی ہدایت کی پیروی اللہ کی طرف ، وہ جو اس کے عذاب اور ناراضگی سے سلامت رہا(محفوظ)یعنی وہ ہدایت پا گیا جو اللہ کے عذاب اور ناراضگی سے محفوظ رہا) (۳) اللہ تعالی کا نام نامی کیونکہ اس کی ذات تمام عیوب ونقائص اور فنا سے پاک و بری ہے" اس کی مزید وضاحت امام ابن جریر طبری کی تفسیر یت ہوتی ہے کہ وہ نقل کرتے ہیں قتادہ سے سلام کے معنی یہی نقل کیئے ہیں " السلام هوالذی یسلم خلقه من ظلمه " یعنی سلام وہ ذات ہے کہ جس کے ظلم سے اس کی مخلوق سالم رہے(۱۶)

سلام: سلامتی ، امان ، سلام ، سالم ، یہ سلم یسلم کا مصدر ہے اس کے معنی عیوب و آفات سے سلامت رہنے ، ان سے چھٹکارا پانے اور بری ہونے کے ہیں(۱۷)

السلم والسلامہ کے معنی ظاہری اور باطنی آفات سے پاک اور محفوظ رہنے کے ہیں۔ قرآن پاک میں ہے: من اتی الله بقلب سلیم (الشعراء .۸۹) جو پاک دل لے کر آیا وہ بچ جائے گا۔ یعنی وہ دل جو دغا اور کھوٹ سے پاک ہو تو یہ سلامت باطن کے متعلق ہے اور ظاہری عیوب سے سلامتی کے متعلق فرمایا: مسلمة لاشیة فیها (التوبه .۱۷) اس میں کسی طرح کا داغ نہ ہو پس سلم یسلم سلاة وسلاماً کے معنی سلامت رہنے اور سلمہ اللہ (تفعیل) کے معنی سلامت رکھنے کے ہیں۔ جیسے فرمایا: ۔ولکن الله سلم (الانفال .۴۳) لیکن اللہ نے (تمہیں) اس سے بچا لیا۔
ادخلوها بسلام امنین (الحدید .۴٦) سلامتی کے ساتھ اس میں داخل ہو جاؤ(۱۸)

سلم. سلامة وسلاما من عيب او آفة نجا و برىء منها وله المال. خلص يقولون لا بذى تسلم ما كان كذا" اى لا وصاحب سلامتك يعنى لا والله الذى يسلمك؟ ويستعملون الذى تسليمان او تسلمون او تسلمين يحسب المخاطب ؟ وكذلك اذهب بذى تسلم وهلم جرا اى اذهب بالسلامة(۱۹)

ترجمہ: یعنی عیب او آفۃ سے نجات پانا۔ بری ہونا، لہ المال: مخصوص ہونا اور کہتے ہیں لا بذی تسلم ما کان کذا: نہیں قسم ہے اس ذات کی جو تمہیں محفوظ رکھتی ہے۔ ایسا نہیں تھا اور مخاطب کیلئے تثنیہ وجمع تذکیر وتانیث کے لحاظ سے بذی تسلمان و تسلمون و تسلمین استعمال کرتے ہیں۔ اور علی ھذا القیاس "اذہب بذی تسلم: یعنی سلامتی کے ساتھ جاؤ۔

سلام مصدر کے علاوہ بطور اسم بھی استعمال ہوتا ہے اور اس کے متعدد معنے ہیں: (۱) برات (۲) متارکہ ترک جنگ یا صلح (۳) میانہ روی، اعتدال (۴) پختہ قسم کی گفتگو (سداد من القول) (۵) امن وعافیت (۶) کمال، یعنی کامل وسالم ہونا۔ (۷) بقا (۸) نجات (۹) صحت (۱۰) دعا اور درود (۱۱) تبریک و تحیۃ یا کورنش، اور (۱۲) "بس "یا بات ختم ہوئی" کے معنے ہیں۔ موخر الذکر معنی در اصل خط وکتابت کے انداز سے مترتب ہو (خط کے آخر میں تحریر فرماتے ہیں والسلام اس سے یہ معنی پیدا ہوئے کہ بس اب بات ختم ہوئی۔ سلام عام طور پر مندرجہ معنی ومفہوم کے مقابل آتا ہے۔ حرب (جنگ) تعدی یا جارحیت، گناہ (ماثم) بیماری عیب، نقص یا کمی ابتلا، فضول گوئی، لعنت، فساد اور فنا وغیرہ (لسان العرب و تاج العروس زیرمادہ۔ سلم جمہرۃ اللغت (۲۰)

سلام کا ثبوت "سلام" کا ثبوت کتاب اللہ، سنت رسول ﷺ اور اجماع امت سے ثابت ہے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا پاک ارشاد ہے:

فاذا دخلتم بيوتا فسلموا على انفسكم تحية من عند الله مباركةطيبة(۲۱)

ترجمہ: جب تم اپنے گھروں میں داخل ہوا کرو تو سلام کرلیا کرو یہ اللہ کی طرف سے پاکیزہ تحفہ ہے۔

اور دوسری جگہ ارشاد باری عزاسمہ ہے:

يا ايهاالذين امنوا لا تدخلوا بيوتا غيربيوتكم حتى تستانسوا وتسلموا

علی اھلھا ذلکم خیرلکم لعلکم تذکرون (۲۲)

ترجمہ: اے ایمان والو اپنے گھروں کے سوا دوسرے گھروں میں اس وقت تک داخل نہ ہو جب تک اجازت طلب نہ کرلو اور گھر والوں کو سلام نہ کرلو۔ اگر تم یاد رکھو تو یہ بات تمہارے لئے بہتر ہے۔

صحیح بخاری میں بروایت حضرت انسؓ حضرت زینبؓ کی شادی کے واقعے کے سلسلے میں منقول ہے کہ آنحضورﷺ سیدہ عائشہؓ کے حجرے میں تشریف لے گئے۔ آپﷺ نے کہا "السلام علیکم اھل البیت ورحمۃاللہ" انہوں نے جواباً کہا: وعلیک السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ" (۲۳)

سلام کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ جب ایک شخص دوسرے سے ملاقات کے وقت کہے "السلام علیکم" تو جواب میں کہا جائے "وعلیکم السلام ورحمۃاللہ وبرکاتہ"۔ اسی طرح اگر پہلا شخص "ورحمۃاللہ کا اضافہ کرے تو دوسرا شخص اس میں اور اضافہ کرے اور کہے" وبرکاتہ "جیسا کہ اضافت کیلئے خود حق سبحانہ وتقدس کا ارشاد ہے:

وذاحییتم بتحیۃ فحیوا باحسن منھااوردھا (۲۴)

ترجمہ: اے (مسلمانو) جب تم کو سلام کیا جائے (دعا دی جائے) تو تم اس سے بہتر طور پر لوٹاؤ یا (کم از کم) اسی قدر لوٹاؤ۔

جمہور کی رائے میں "تحیۃ" سے مراد "سلام" ہے اور آیت ہذا سے ثابت ہے کہ سلام کا جواب دینا واجب ہے۔ مطلب یہ ہے کہ جب "سلام" کہا جائے تو جواب دینا واجب ہے۔ لیکن اس میں اختیار ہے کہ اتنا ہی جواب دیا جائے یا اس سے بہتر احسن طریقہ پر جواب دے (۲۵)

امام بخاریؒ نے اس آیت کی توجیہہ مندرجہ ذیل آثار سے کی ہے۔

اخبرنی ابوالزبیر، انہ سمع جابراً یقول اذا دخلت علی اھلک"فسلم" علیھم تحیۃ من عنداللہمبارکۃ طیبۃ

قال مارایتہ الا توجیہ قولہ" واذا حییتم بتحیۃ فحیوا باحسن منھااوردھا (۲٦)

ترجمہ: حضرت جابرؓ فرماتے ہیں کہ جب تم اپنے اھل کی طرف آؤ تو ان پر سلام کرو۔

امام بخاریؒ نے اس کی توجیہ سورہ النساء کی مندرجہ آیت سے کی ہے (کہ جب تمہیں کوئی سلام کرے تو تم اس کو بہتر طریقے سے لوٹا دو۔

ایک صحابیؓ نے حضور ﷺ سے کہا "السلام علیک" تو آپ نے اس کے جواب میں فرمایا "وعلیک السلام ورحمۃ اللہ" اور جب ایک دوسرے صحابی نے "السلام علیک ورحمۃ اللہ" کہا تو آپ ﷺ نے جواب میں "وعلیک السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ" کہا، لیکن جب ایک اور شخص نے کہا "السلام علیک ورحمۃ اللہ وبرکاتہ" کہا تو آپ ﷺ نے جواب میں "وعلیک" فرمایا۔ وہ شخص سورۃ النساء کی مذکورہ بالا آیت پڑھنے کے بعد کہنے لگا" یارسول اللہ ﷺ آپ نے تو مجھے نامکمل جواب دیا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا چونکہ تو نے میرے لئے کوئی لفظ فضیلت کا باقی نہیں چھوڑا اس لئے میں نے ویسے ہی جواب دے دیا (الکشاف، از ۱/۵۴۴، تفسیر البیضاوی، ۱/۲۲۱، تفسیر القرطبی، ۵/۲۹۹) القرطبی نے لکھا ہے کہ "رد الاحسن" (بہترین سلام کا جواب) کے یہی الفاظ ہیں۔ اس پر مزید اضافہ نہ ہوگا (وهذا هو النهاية فلا مزيد) یعنی لفظ "برکاتہ" آخری حد ہے اس پر اضافہ نہ ہو (تفسیر القرطبی، ۵/۲۲۹) اس حدیث میں، ضمیر واحد مخاطب کا صیغہ ہے لیکن مناسب یہی ہے کہ سلام ہمیشہ مخاطب جمع کے صیغہ سے ہو یعنی "علیک" کی بجائے "علیکم" کہا جائے خواہ مخاطب واحد ہی کیوں نہ ہو کیونکہ اس کے ساتھ ملائکہ (کراما کاتبین) ہوتے ہیں۔ اور ویسے بھی یہ طریقہ جمیع امت کا ہے اور اتحاد کا عکس پیش کرتا ہے (تفسیر القرطبی ۵/۲۹۹)

اب سورۃ النساء کی آیت مذکورہ بالا کے دوسرے حصے یعنی "اوردھا" (یا کم از کم ویسا ہی جواب (سلام کا) دے دیا کرو) اس میں علماء کا اختلاف ہے۔ اور علماء کے دو قول ہیں۔ ایک یہ کہ سلام کے جواب کا کم از کم درجہ یہ ہے کہ سلام کرنے والے کے الفاظ ہی کو دہرایا جائے۔ بعض نے کہا ہے کہ آیت کے اس دوسرے حصے سے مقصود یہ ہے کہ اگر کوئی غیر مسلم اہل کتاب سلام کرے تو اس کے جواب میں اس کے الفاظ دہرا دیے جائیں چنانچہ یہود مدینہ کے سلام کا جواب دینے کے سلسلے میں رسول اللہ ﷺ نے صحابہؓ کو یہ حکم دیا تھا کہ ان کے جواب میں صرف "وعلیک" کے لفظ پر اکتفا کیا جائے (اگر کسی کو تفصیل دیکھنی ہو تو مواھب الرحمن، ۵/۷، تفسیر البیضاوی، ۱/۲۲۲ دیکھ سکتا ہے) بعض احادیث میں یہ بھی آیا ہے کہ لفظ "سلام" ضمیر پر مقدم ہو (یعنی السلام علیک یا السلام علیکم) کہا تو یہ زندہ لوگوں

کیلئے سلام ہے اور اگر ضمیر لفظ سلام پر مقدم ہو یعنی علیک السلام یا علیکم السلام کہا جائے تو یہ مردوں کیلئے سلام ہے کیونکہ قدیم عربوں میں یہی رواج تھا کہ وہ اپنے مردوں کو سلام کرتے وقت ضمیر کو سلام سے پہلے لاتے تھے (جیسے کہ ایک عرب شاعر کہتا ہے، "علیک السلام" قیس ابن عاصم۔ اے قیس بن عاصم تجھ پر سلام ہو) علماء نے اس کی توجیہہ یہ پیش کی ہے کہ "سلام" دینے والا اپنے مخاطب سے جواب کی توقع رکھتا ہے تاکہ اس کے جواب میں "وعلیک السلام" کہا جائے مگر چونکہ میت سے جواب کی توقع نہیں ہوتی اس لئے اسے "سلام" کرنے کیلئے وہ جملہ استعمال کیا جاتا ہے جو دراصل سلام کے جواب میں ہونا چاہیے لیکن اہل قبور کیلئے دعا ماثورہ میں اس طریقہ کے برعکس بھی آپ سے مروی ہے (تفسیر القرطبی۔ ایضاً) (۲۷)

انسان چونکہ فطرتاً حریص ہے جہاں اپنا نفع دیکھتا یا سمجھتا ہے تو اس طرف یہ لپکتا ہے، اور جہاں اسے ضرر (نقصان) ہونے کا اندیشہ ہو تو یہ ہر طرح اس سے بچنے کی سعی و کوشش کرتا ہے۔ جس خالق نے اس انسان کی تخلیق کی اسی بنانے والے نے اس انسان کی فطرت میں کچھ چیزیں لازم ودیعت کردیں مثلاً اولاد کی محبت، انتقام کی خواہش، کمال کی قدردانی، کھانا پینا، چلنا پھرنا، سونا جاگنا، بولنا چالنا۔ وغیرہ۔

انسان کے زندہ رہنے کیلئے کھانا پینا ضروری ہے، گرمی و سردی کے موسم سے اپنے جسم کو محفوظ کرنے کیلئے ملبوس حاصل کرنا۔ ایسے ہی انسان جب اپنے لئے نفع والی کوئی شئی دیکھتا ہے تو وہ اسے حاصل کرنے کیلئے ہر ممکن سعی و کوشش کرتا ہے۔

اللہ رب العزت نے اپنے برگزیدہ بندوں کے ذریعے انسان کو نیکی والے راستے کیلئے راغب کرنے کیلئے، ترغیب و ترہیب کا راستہ اختیار کیا۔ جس کی وجہ سے انسان نفع والی شے کو دیکھ کر اسے حاصل کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ چونکہ اسلام کی تعلیمات، زندگی کی عام تواضعات کو محیط ہیں۔ اسی میں سے حسن معاشرت کیلئے "سلام" کہنے والے کیلئے کیا بھلائی ہے۔ یعنی صرف "السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ" کہنے پر تیس نیکیاں صرف ہونٹ ہلانے پر یہ نیکیاں حاصل ہوجاتی ہیں۔

"سلام" دعائے مسنون ہے اس کی فضیلت میں کثیر احادیث وارد ہوئی ہیں۔ ان میں سے چند ایک کا تذکرہ کررہا ہوں۔

۱ - سلام اور اس کے جواب کے فضائل

(۱) عمران بن حصین سے روایت ہے کہ ایک مرد نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اس نے کہا "السلام علیکم" آپ ﷺ نے جواب میں فرمایا "دس نیکیاں،" اس کے بعد دوسرا شخص آیا اس نے کہا "السلام علیکم ورحمۃ اللہ" تو آپ ﷺ نے فرمایا بیس نیکیاں "اس کے بعد ایک تیسرا شخص آیا اس نے کہا "السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ" آپ ﷺ نے فرمایا تیس نیکیاں" (۲۸)

(۲) ایک دوسری روایت جسے ابوہریرہؓ نے روایت کیا ہے اس میں کم وبیش ایسے ہی الفاظ ہیں لیکن اس روایت میں مزید اضافہ ہے کہ ایک شخص اس مجلس سے اٹھا اور اس نے سلام نہیں کیا اس پر آپ ﷺ نے فرمایا: گمان یہ ہے تمہارا ساتھی بھول گیا، تم میں سے جب کوئی مجلس میں آئے تو سلام کہے اور جب جانے لگے تو سلام کہے۔ پہلا سلام دوسرے سلام سے زیادہ اہم نہیں۔ (۲۹)

(۳) ایک دوسری روایت صحیحین سے اس کے راوی حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص ہیں۔ وہ روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے سوال کیا۔ یا رسول اللہ ﷺ کونسا اسلام بہتر ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: لوگوں کو کھانا کھلانا اور ہر ایک کو "سلام" کرنا، خواہ وہ اسے جانتا ہو یا نہ جانتا ہو (۳۰)

(۴) حضرت عمرؓ سے روایت ہے، فرماتے ہیں، میں ایک مرتبہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے ساتھ سواری پر پیچھے سوار تھا تو جن لوگوں کے پاس سے گزرتے ابوبکرؓ ان کو "سلام" کرتے اور وہ جواب میں کہتے "وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ" اور یہ کہتے (ابوبکرؓ) تو لوگ کہتے "وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ" اس پر حضرت ابوبکرؓ نے کہا کہ آپ لوگ ہم سے فضیلت میں بڑھ گئے (۳۱)

(۵) حضرت عائشہؓ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتی ہیں کہ یہودیوں نے تم سے "سلام" اور آمین پر جتنا حسد کیا کسی اور بات پر نہیں کیا (۳۲)

سلام کو پھیلانا: "سلام" کو اسلامی معاشرہ میں عام کرنا یعنی پھیلانا، جس سے معاشرہ کے حسن میں نکھار پیدا ہوگا "سلام" چونکہ سلامتی کی دعا ہے اس لئے اس کے پھیلانے میں

کسی قسم کی کوتاہی اور تاخیر اختیار نہیں کرنی چاہیئے۔

(٦) صحیحین میں حضرت براء بن عازبؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں سات باتوں کا حکم فرمایا (۱) مریض کی عیادت کرنا (۲) جنازے کے ساتھ جانا (۳) چھینکنے والے کا جواب دینا (۴) ضعیف کی مدد کرنا (۵) مظلوم کی مدد کرنا (٦) ہر ایک کو "سلام" کرنا (۷) اور قسم پوری کرنا۔ یہ الفاظ بخاری کی ایک روایت کے ہیں (۳۳)

(۷) ابوامامہؓ سے روایت ہے، فرماتے ہیں: ہمیں نبی کریم ﷺ نے ہر ایک کو سلام کرنے کا حکم فرمایا (۳۴)

(۸) ابوہریرہؓ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: تم لوگ جنت میں اس وقت تک داخل نہیں ہوسکتے جب تک کہ ایمان نہ لاؤ، اور ایمان تمہارا بغیر محبت کے کامل نہیں ہوسکتا۔ کیا میں تمہیں ایسی چیز نہ بتاؤں کہ جس سے آپس میں محبت پیدا ہو؟ صحابہ نے عرض کیا! بیشک! یارسول اللہ، آپ ﷺ نے فرمایا آپس میں "سلام" کو پھیلاؤ (۳۵)

یہ ایک ایسی جامع حدیث ہے یعنی ہر ایک کو "سلام" کرنا اور "سلام" الفت کا سبب ہے اور دوستی پیدا کرنے کی کنجی ہے۔ "سلام" کو آپس میں رائج کرنے سے مسلمانوں کے دلوں میں الفت پیدا ہوگی۔ جنت کاملنا ایمان پر موقوف ہے اور ایمان محبت پر موقوف ہے۔ محبت حاصل کرنے کا طریقہ "سلام" کے پھیلانے پر ہے۔ "سلام" سے اس لئے محبت حاصل ہوتی ہے کہ یہ دعائے خیر کے کلمات ہیں یعنی اللہ رب العزت ہر بلاو مصیبت سے سلامت رکھے اور انسانی فطرت ہے کہ وہ اپنے خیر خواہانہ دعادینے والے کو دوست جانتا اور سمجھتا ہے۔

(۹) حضرت براء بن عازبؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "سلام" کو پھیلاؤ، جنت میں داخل ہوجاؤ گے ۳٦) (۱۰) حضرت عبداللہ بن عمروؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: رحمان کی بندگی اختیار کرو، اور لوگوں کو کھانا کھلاؤ اور "سلام" کو پھیلاؤ، جنت میں داخل ہوجاؤ۔ (۳۷)

(۱۱) حضرت عبداللہ بن سلامؓ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا "اے لوگو! ہر ایک کو سلام کیا کرو، اور کھانا کھلایا کرو اور صلہ رحمی کیا

کرو ، اور جب لوگ سوتے ہوں تو اس وقت نماز پڑھا کرو تو سلامتی سے جنت میں داخل ہوجاؤ گے۔(۳۸)

(۱۲) طفیل بن ابی بن کعب روایت کرتے ہیں کہ وہ عبداللہ بن عمرؓ کی خدمت میں جاتے، عبداللہ بن عمرؓ انہیں ساتھ لے کر صبح ہی بازار کی طرف نکل جاتے، طفیل کہتے ہیں، عبداللہ بن عمرؓ جس شخص کے پاس گزرتے وہ مزدور ہوتا یا تاجر یا مسکین یا کوئی اور شخص یہ ہر ایک کو سلام کرتے۔ طفیل کہتے ہیں کہ ایک روز حسب معمول ابن عمرؓ کی خدمت میں حاضر ہوا تو وہ مجھے بازار کی طرف لے کر چلے۔ میں نے ان سے عرض کیا۔ آپ بازار میں کیا کرتے ہیں؟ نہ تو آپ کسی سے خرید و فروخت کرتے ہیں اور نہ کسی چیز کی قیمت دریافت کرتے ہیں اور نہ ہی بازار کی کسی مجلس میں بیٹھتے ہیں، عبداللہ بن عمرؓ نے (مزاحاً) فرمایا: اچھا بیٹھ جاؤ۔ اے بڑے پیٹ والے، ہم تم سے اس کی وجہ بیان کرتے ہیں (یہ اس لئے کہ طفیل کا پیٹ بڑا تھا) ہم تو صبح باہر اسی ہی غرض سے یعنی "سلام" دینے کیلئے نکلتے ہیں۔ تاکہ ہر ملنے والے کو "سلام" کریں (۳۹)

کوئی غرض نہیں محض سلام کو پھیلانے کیلئے صحابی رسول اللہ ﷺ روزانہ بازار تشریف لے جاتے، ویسے بھی یہ انہی کی شان ہے کہ ایک سنت کو زندہ کرنے کیلئے روزانہ تشریف لے جاتے۔ اس لئے کہ صحابہ نیکی کے حریص تھے اور آخرت کیلئے نیکی کا ذخیرہ جمع کرنے والے تھے۔ صرف "السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ" کہنے پر تیس نیکیاں تو کہیں گئی ہی نہ تھیں چہ جائیکہ من جاء بالحسنۃ فلہ عشر امثالھا (القرآن) اس حساب سے ۳۰×۱۰ : ۳۰۰ نیکیاں بنیں۔ لیکن کرے کون میں تو پیر صاحب، مولوی صاحب، صدر صاحب، وزیراعظم صاحب جنرل صاحب، کرنل صاحب، سیٹھ صاحب، چوہدری صاحب ہوں گویا "سلام" تو محض کمیوں اور ماتحتوں کیلئے رہ گیا۔

بخاری کی روایت جسے امام نوویؒ نے اپنی "کتاب الاذکار" میں نقل کیا ہے:

"حضرت عمارؓ نے فرمایا کہ تین چیزیں جس نے جمع کرلیں اس نے پورے ایمان کو جمع کرلیا۔ اپنے نفس سے انصاف کرنا، تمام لوگوں کو "سلام" کرنا اور تنگی کی حالت میں اللہ کی راہ میں خرچ کرنا (۴۰)

امام نوویؒ نے اس حدیث کی شرح میں لکھا ہے کہ عمار کا یہ قول بخاری کے علاوہ دیگر

کتب حدیث میں رسول اللہ ﷺ سے مرفوعاً مروی ہے۔ ان تینوں کلمات میں آخرت اور دنیا کی تمام بھلائیاں جمع ہیں۔ کیونکہ انصاف اس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ اللہ تعالی کے تمام حقوق ادا کئیے جائیں، اور اس نے جو احکام دیئے ہیں ان پر عمل کیا جائے اور اس کی منع کی ہوئی چیزوں سے احتراز کیا جائے۔ اسی طرح انسانی حقوق پورے طور ادا کئے جائیں، اور جس شئی پر حق نہ ہو اسے طلب نہ کیا جائے، جب انسان اپنے نفس سے انصاف کرے گا تو کبھی بھی برائی میں مبتلا نہ ہوگا۔ اور عوام کو "سلام" کرنا، یعنی ہر شخص کو تو وہ کسی سے تکبر نہ کرے گا، اور اسے کسی سے رنجش پیدا نہ ہوگی جو ترک "سلام" کا سبب بنے۔ اور تنگی کے وقت اللہ کی راہ میں خرچ کرنا، یہ اس بات کا متقاضی ہے کہ وہ اللہ عزوجل پر انتہائی بھروسہ اور توکل رکھتا ہے اور مسلمانوں پر انتہائی مہربان ہے ہم اللہ تعالی عزوجل سے ان تمام امور کی توفیق کا سوال کرتے ہیں (۴۱)

سلام کا جواب مسلمان کا حق

(۱۳) براء بن عازبؓ سے روایت ہے، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں سات باتوں کا حکم دیا اور سات باتوں سے منع فرمایا: آپ ﷺ نے حکم دیا (۱) جنازوں کے ساتھ جانا (۲) بیمار کی عیادت کرنا (۳) دعوت قبول کرنا (۴) مظلوم کی مدد کرنا (۵) قسم پوری کرنا (٦) مظلوم کی مدد کرنا (۷) سلام کا جواب دینا اور چھینکنے والے کیلئے دعا کرنا اور آپ ﷺ نے منع فرمایا چاندی کے برتن سے، سونے کی انگوٹھی سے، ریشمی کپڑے سے اور دیبا اور استبرق اور قسی سے (۴۲)

(۱۴) اور صحیحین کی ایک روایت میں ہے کہ: حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ، انہوں نے کہا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مسلمان پر اس کے مسلمان بھائی کے پانچ حق ہیں "سلام" کا جواب دینا، مریض کی عیادت کرنا، جنازہ کے پیچھے چلنا، دعوت دینے والے کی دعوت قبول کرنا اور چھینک کا جواب دینا (۴۳)

اور ایک دوسری روایت میں چھ حقوق گنوائے گئے ہیں:

(۱۵) حضرت علیؓ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مسلمان پر مسلمان کے چھ حق ہیں۔ جب اس سے ملاقات ہو تو سلام کرے اور چھینک آئے تو دعا

دے اور جب بیمار ہو تو عیادت کرے، اور وہ اس کی دعوت کرے تو قبول کرے اور فوت ہو تو اس کے جنازے میں حاضر ہو اور جو بات اپنے لئے پسند کرتا ہو وہ دوسرے کیلئے پسند کرے اور پیٹھ پیچھے اس کی خیر خواہی کرے (۴۴)

(۱٦) حضرت ابوہریرہؓ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا ایک مسلمان کے دوسرے مسلمان پر پانچ حق ہیں۔ عرض کیا گیا وہ کونسے؟ فرمایا: جب ملاقات ہو تو سلام کرے، جب تم کو دعوت دے تو قبول کرو جب اسے چھینک آئے اور وہ الحمدللہ کہے تو اسے جواب دو، جب بیمار پڑے تو عیادت کرو اور جب وفات پائے تو اس کے جنازے کے ساتھ جاؤ (۴۵)

سلام میں پہل کرنا

(۱۷) ابوامامہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ کے نزدیک سب سے بہتر وہ ہے جو "سلام" میں پہل کرے (۴٦)

(۱۸) حضرت عبداللہ بن مسعودؓ (رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ "سلام" میں پہل کرنے والا تکبر سے بری ہے (۴۷)

"سلام" میں پہل کرنا یہ علامت اور برھان ہے کہ اس کے دل میں تکبر نہیں ہے۔ تکبر کا بہترین علاج جو آنحضرت ﷺ کا تجویز کردہ ہے وہ ہے "سلام" میں پہل کرنا عام طور پر یہ محسوس کیا جاتا ہے کہ ہر بڑا چھوٹے سے توقع رکھتا ہے کہ وہ اسے پہلے سلام کرے نہ کہ میں عاجز اور منکسر بن کر اور نبی کریم ﷺ کی سنت سمجھ کر ہر کس و نکس کو سلام میں پہل کروں۔ یہ کبر کا علاج ہے جو اس کو اختیار کرے گا اس کیلئے بلندی و سرفرازی ہے۔

(۱۹) حضرت ابوایوب انصاریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کسی مسلمان کیلئے جائز نہیں کہ وہ اپنے بھائی سے تین دن سے زیادہ قطع کلامی کرے کہ جب ان کی ملاقات ہو تو یہ اس سے منہ پھیر لے اور وہ اس سے اور ان دونوں میں افضل (بہتر) وہ ہے جو "سلام" میں پہل کرے (۴۸)

(۲۰) ھشام بن عامر انصاریؓ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: کسی مسلمان کیلئے جائز نہیں کہ وہ اپنے (مسلم) بھائی سے تین دن سے زیادہ قطع کلامی کرے پس وہ

دونوں حق سے دور رہیں گے اور ان میں سے بہتر کفارہ دینے والا وہ ہوگا جو "سلام" پہلے دے گا۔ اور اگر ایک نے "سلام" کیا اور دوسرے نے سلام قبول نہ کیا اور اس نے اپنا سلام خود واپس لے لیا تو اس پر فرشتے "سلام" کہتے ہیں اور دوسرے کو شیطان جواب دیتا ہے پس اگر وہ قطع کلامی پر ڈٹے رہے یہاں تک ان کی موت واقع ہو گئی تو وہ دونوں جنت میں داخل نہ ہوں گے یا کہ دونوں جنت میں جمع نہ ہوں گے (۴۹)

(۲۱) بشیر بن یسار بیان کرتے ہیں کہ ابن عمرؓ کو پہلے کوئی شخص "سلام" نہیں کر پاتا تھا (۵۰)

(۲۲) ابوزبیر خبر دیتے ہیں کہ میں نے سنا۔ جابرؓ سے کہ سوار پیدل کو "سلام" کرے، پیدل بیٹھے ہوئے کو اور دو چلنے والوں میں سے جو پہل کرے "سلام" میں وہی افضل ہے (۵۱)

(۲۳) ابن عمرؓ کہتے ہیں کہ اعز بنی مز کے ایک صاحب نے ان سے بیان کیا کہ بنی عمرو بن عوف کے ایک آدمی پر ان کی چند وسق کھجوریں باقی تھیں۔ وہ ان کے پاس کئی بار گئے۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں آکر عرض کیا۔ آپ ﷺ نے ابوبکرؓ کو میرے ساتھ بھیج دیا۔ میں ان کے ساتھ چلا تو راستے میں جو ملتا وہ "سلام" کرتا۔ ابوبکرؓ نے کہا کہ دیکھتے نہیں لوگ تم کو پہلے "سلام" کرتے ہیں اور ثواب لے جاتے ہیں۔ تم پہلے "سلام" کیا کرو تو ثواب تمہارے حصہ میں آئے گا (۵۲)

سلام کی کیفیت

شرعی نقطہ نگاہ سے سلام کرنا سنت ہے اور اس کا جواب فرض کفایہ ہے۔ یعنی اگر خطاب جماعت سے ہو ان میں سے بعض (یا ایک) کا جواب کافی ہے اور اگر مخاطب ایک ہو تو فرض عین ہے۔ حضرت ابن عباسؓ اور ابراہیم نخعی وغیرہ سے یہی منقول ہے۔ (الکشاف۔ ۱/۵۴۴، روح المعانی۔ ۵/۱۰۲ ببعد) ابن العربی نے بیان کیا ہے کہ جان پہچان ہو تو "سلام" فرض ہے اور اگر واقفیت نہ ہو تو سنت ہے (فالسلام فرض مع المعرفۃ وسنۃ مع الجھالۃ) وہ اس کی وجہ یہ بتاتے ہیں کہ اگر جان پہچان والے کو "سلام" نہ کیا جائے تو اس کے دل میں کدورت پیدا ہو گی (احکام القرآن۔ ۱/۴۶۷) حدیث میں ہے کہ آپ ﷺ

نے فرمایا: کیا میں تمہیں ایسی چیز نہ بتاؤں جس سے تمہاری باہمی محبت میں اضافہ ہوگا؟ فرمایا: آپس میں "سلام" کو عام کرو(تفسیر القرطبی-۱۹۹/۵) امام طحاویؒ کا قول ہے مستحب یہ ہے کہ "سلام" کا جواب طہارت کے ساتھ دیا جائے کیونکہ رسول اللہ ﷺ کا یہی معمول تھا حتی کہ بعض حالات میں آپ ﷺ نے "سلام" کے جواب کیلئے تیمم بھی فرمایا(الکشاف- ۵۴۴/۱) محرمات اور اجنبی عورت خواہ جوان ہو یا عمر رسیدہ اسے سلام کرنے سے روکا گیا ہے (حوالہ سابق) ایک حدیث کی رو سے سوار پیدل کو، چلتا ہوا بیٹھے ہوئے کو، تیز رفتار سواری والا سست رفتار سواری والے کو، چھوٹا بڑے کو اور تھوڑے لوگ زیادہ لوگوں کو سلام کرنے میں پہل کریں۔ سلام میں پہل کرنا زیادہ مستحسن ہے۔ کیونکہ آپ ﷺ کا یہی طریقہ تھا۔ پھر سلام کرنا سنت اور اس کا جواب فرض ہے۔ اس لئے جس طرح سنت کا تارک اتنا گناہ گار نہیں ہوتا جتنا کہ تارک فرض۔ اسی طرح سنت کا ادا کرنے والا فرض کے ادا کرنے والے سے زیادہ اجر کا مستحق ہوگا۔ خطبہ نماز، تلاوت حمام اور رفع حاجت کے وقت سلام کا جواب واجب نہیں(حوالہ سابق)(۵۳)

(۲۴) حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ (باہر سے اجازت لیتے وقت) تین بار "سلام" کرتے اور جب کوئی بات فرماتے تو اس کو تین بار فرماتے(۵۴)

امام نووی فرماتے ہیں کہ یہ حدیث اس وقت کیلئے ہی جب مجمع کثیر ہو(لوگ آواز نہ سنیں)(۵۵)

(۲۵) ترمذی وغیرہ میں ایک طویل حدیث ہے جس کے آخر میں آپ ﷺ سے یہ نقل ہے۔ حضور اکرم ﷺ رات کو اس طرح تشریف لاتے کہ نہ جگاتے سونے والے کو اور اس طرح "سلام" کرتے تھے کہ صرف جاگنے والے کو سنائی دیتی تھی۔ پھر مسجد میں تہجد وغیرہ میں مشغول ہوجاتے(۵۶)

(۲۶) محمد بن عمرو بن عطاء کہتے ہیں کہ میں بیٹھا ہوا تھا عبداللہ بن عباسؓ کے پاس اتنے میں ایک شخص آیا وہ یمن کا رہنے والا تھا اس نے "السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ" کہا اور اس پر مزید اضافہ کیا۔ ابن عباسؓ کی بینائی ان دنوں جارہی تھی۔ انہوں نے کہا یہ کون ہے؟ لوگوں نے کہ یہ وہی یمن کا رہنے والا ہے جو آیا کرتا ہے آپ کے پاس اور پتہ دیا۔ یہاں تک

ابن عباسؓ اس کو پہچان گئے۔ اس پر ابن عباس نے کہا "سلام " کو " برکاتہ " سے زیادہ نہیں بڑھانا چاہیے۔ یحی نے کہا: امام مالک سے سوال کیا گیا کہ کیا مرد عورت کو "سلام " کرسکتا ہے؟ آپ نے فرمایا: بوڑھی پر تو کچھ قباحت نہیں لیکن جوان پر نہیں (۵۷)

(۲۷) یحی بن سعید سے روایت ہے کہ ایک شخص نے عبداللہ بن عمرؓ کو اس طرح "سلام " کیا "السلام علیکم ورحمۃاللہ وبرکاتہ، والغادیات والرائحات" عبداللہ بن عمرؓ نے اس پر " وعلیک " اس طرح کہا جیسا کہ آپؓ نے اس کو برا جانا ہو (۵۸)

اس سے ثابت ہوا "سلام " کیلئے جو مقررہ الفاظ آپ ﷺ کی سنت سے ثابت ہیں اس پر اپنی طرف سے مزید اضافہ نہیں کرنا چاہیے۔ یہی طریقہ سلف وصالحین کا ہے اسی میں سلامتی ہے۔

گھر میں داخل ہوتے وقت سلام کرنا

ارشاد ربانی ہے:

یاایھاالذین امنوالا تدخلوابیوتاغیربیوتکم حتی تستانسوا وتسلموا علی اھلھا ذالکم خیرلکم لعلکم تذکرون (النور: ۲۷)

ترجمہ: اے ایمان والو! اپنے گھروں کے علاوہ دوسروں کے گھر میں داخل نہ ہو جب تک اجازت نہ لے لو اور گھر والوں کو "سلام " نہ کرلو یہ تمہارے حق میں بہتر ہے تاکہ تم یاد رکھو" (اس نصیحت کو)

ملا احمد جیون نے تفسیرات احمدیہ فی بیان الایات الشریعہ میں سورہ نور کی مندرجہ بالا آیات کی جو شرح کی ہے وہ تمام اہم نکات پر مشتمل ہے۔

اللہ تعالی نے اس گھر میں بلا اجازت داخلہ ممنوع قرار دیا ہے جس میں وہ شخص خود نہ رہتا ہو اور داخلہ کیلئے اجازت لینا ضروری ہے۔

"غیربیوتکم " کے معنی ہیں کہ وہ گھر جن میں کہ تم خود نہیں رہتے ہو۔ بلکہ تمہارے سوا کوئی اور رہتا ہے۔ مثلاً اگر کوئی شخص اپنا مکان کرایہ پر دیتا ہے یا ویسے ہی رہائش کیلئے دے دے تو اب مالک مکان کیلئے لازم ہے کہ اس گھر میں داخل ہونے کیلئے اپنے کرایہ دار سے اجازت لے یا جو بھی اس میں سکونت پذیر ہے اس سے اجازت لے کر اندر جائے۔

"حتی تستانسوا" کے معنی" حتی تستاذنوا" ہے ایک قرأت میں تو" حتی تستاذنوا" بھی ہے۔ کشاف میں ہے کہ ابوایوب انصاریؓ نے رسول اللہ ﷺ سے استیناس کے متعلق دریافت کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ انسان داخل ہونے سے پہلے اتنی بلند آواز سے سبحان اللہ والحمد اللہ وغیرہ کہے کہ جسے گھر والے سن لیں، یا کھانسے یا جوتوں کو زور سے زمین پر مارے تاکہ گھر والے مطلع ہوجائیں، اور اسے اندر آنے کی اجازت دے دیں۔

مجاہد سے منقول ہے کہ استیناس کا مطلب زور سے تسبیح کہنا یا زور سے زمین پر پاؤں مارنا ہے "وتسلموا" کا عطف تستانسوا" پر ہے یعنی داخل ہونے سے پہلے اجازت لینے کے ساتھ ساتھ "السلام علیکم ورحمہ اللہ "کہنا بھی ضروری ہے۔ مثلاً یوں کہے "السلام علیکم ورحمۃ اللہ" کیا اندر آنے کی اجازت ہے؟ رسول اللہ ﷺ سے یہی منقول ہے۔ اور یہ الفاظ تین بار کہے تاکہ گھر والوں کو یقینی طور پر اس کے آنے کی اطلاع ہوجائے اگر اجازت مل جائے تو اندر داخل ہو ورنہ واپس چلا جائے۔

مدارک میں ہے کہ اگر کسی کا آمنا سامنا ہوجائے تو پہلے سلام کہے اور کوئی شخص نظر نہ آئے تو پھر پہلے اجازت لے اور پھر سلام کہے۔ شریعت میں مشہور یہی ہے کہ ہر کام پر "سلام" مقدم ہے۔ رسول اللہ ﷺ سے مروی ہے کہ کلام سے پہلے "سلام" کرو۔ شاید اسی کے پیش نظر ابن عباسؓ سے منقول ہے کہ آیت میں تقدیم وتاخیر ہے۔ مطلب یہ ہے کہ پہلے "سلام" کہے اور پھر اجازت لے۔ کشاف میں ایک قرأت یوں بھی منقول ہے "حتی تسلموا علی اھلھا وتستاذنوا ذلکم خیر لکم "میں ذالک کا مشارالیہ اجازت اور سلام ہے یعنی اجازت وسلام کے بعد داخل ہونا اچانک داخل ہونے سے بہتر ہے۔ جاہلیت میں داخلہ سے پہلے اجازت کا دستور نہیں تھا۔ اور نہ ہی سلام کا رواج تھا۔ بلکہ وہ "حییتم صباحا" اور "حییتم مساء" کے الفاظ استعمال کرتے تھے۔ ایسا بھی ہوجاتا کہ کوئی شخص کسی کے گھر میں اسی طرح داخل ہوجاتا کہ گھر والا اپنی بیوی کے ہمراہ ایک ہی لحاف میں پڑا ہوتا۔ اس سے بڑی خفت کا سامنا کرنا پڑتا۔ روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا۔ کیا میں اپنی والدہ کے پاس جانے کیلئے بھی اس سے اجازت طلب کروں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اجازت لیا کرو۔ وہ کہنے لگے۔ اس کا کوئی خادم نہیں کیا میرے لئے ہر دفعہ اس کے پاس جانے کیلئے اجازت لینا ضروری ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کیا تمہیں پسند ہے کہ تم اپنی والدہ کو عریاں دیکھو۔

اس نے کہا: نہیں آپ ﷺ نے فرمایا تو پھر اجازت لے کر اندر جایا کرو۔

اسی کے پیش نظر کہا جاتا ہے کہ خواہ کوئی شخص اپنے ہی گھر میں داخل ہو اسے چاہیے کہ گھر میں داخل ہونے سے پہلے کھانس کر یا پاؤں کی آواز سے گھر والوں کو مطلع کرے تاکہ وہ ٹھیک ہو جائیں اور کسی کو خفت نہ ہو (۵۹)

(۲۸) حضرت سعید بن مسیبؒ سے روایت ہے انہوں نے بیان کیا کہ مجھ سے انسؓ نے فرمایا: انہوں نے فرمایا کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے میرے بیٹے! جب تم گھر میں داخل ہو تو اپنے گھر والوں کو "سلام" کہا کرو۔ تم پر اور تمہارے گھر والوں پر برکت ہو گی (٦٠)

(۲۹) حضرت قتادہ (تابعی) سے (مرسلا) روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

جب تم کسی گھر میں داخل ہو تو ان کو "سلام" کرو اور جب وہاں سے لوٹنے لگو تو وداعی سلام کرو۔ (٦١)

(۳۰) حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے۔ فرماتے ہیں جب کوئی بغیر سلام کے اندر داخل ہو اس کو اس وقت تک اجازت نہ دو جب تک وہ اجازت کی کنجی (سلام) کے ساتھ داخل نہ ہو (٦٢)

(۳۱) ربعی بن حراش نے کہا کہ مجھ سے بنی عامر کے ایک شخص نے بیان کیا کہ وہ حضور اکرم ﷺ کے پاس آئے اور آواز دی اندر آجاؤں؟ تو نبی کریم ﷺ نے ایک لونڈی سے کہا کہ ان سے جا کر کہو کہ اس طرح کہے "السلام علیکم" کیا اندر داخل ہو سکتا ہوں۔ اس شخص نے احسن طریقہ سے اجازت طلب نہیں کی۔ میں نے لونڈی کے باہر آنے سے پہلے یہ بات سن لی اور کہا "السلام علیکم" کیا میں داخل ہو سکتا ہوں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا: "وعلیک" آجاؤ۔ اور اس طرح آخر تک۔۔۔۔۔۔۔۔ (٦٣)

(۳۲) حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ حضرت عمرؓ نے رسول اللہ ﷺ سے اندر آنے کی اجازت طلب کی اور کہا: السلام علی رسول اللہ "السلام علیکم" کیا عمر اندر داخل ہو سکتا ہے (٦٤)

دین میں ہر وہ عمل جو رسول اللہ ﷺ کے عمل کے ساتھ میل کھائے سنت کہلاتا ہے۔ امام غزالی فرماتے ہیں کہ: جان لو! کہ سنت کا اتباع ہی سعادت کی چابی ہے اور

اسی طرح حضور ﷺ کی آمد و رفت، حرکات وسکنات حتی کہ ان کے خورد و نوش، قیام فرمانے اور گفتگو کرنے میں رسول اللہ ﷺ کا اتباع واقتدا بھی (٦٥)

اسی طرح "سلام" میں بھی آپ ﷺ کی اقتدا کی جائیگی۔ آپ ﷺ کی سنت میں یہ بھی ہے کہ چھوٹا بڑے کو، سوار پیدل کو، کھڑا ہوا بیٹھے ہوئے کو اور چھوٹی جماعت بڑی جماعت کو "سلام" میں پہل کرے۔ سلام میں پہل کرنا ہر فرد کیلئے سنت عین ہے۔ اور جماعت کیلئے سنت کفایہ ہے۔ لہذا (جماعت میں سے) ایک شخص کے سلام کرنے سے سب کی طرف سے سلام ادا ہوجائے گا۔ لیکن بہتر یہی ہے کہ سب "سلام" کریں تاکہ ہر ایک کو سنت پر عمل کرنے کا ثواب حاصل ہوجائے (حنفیہ کہتے ہیں کہ بعض اوقات "سلام" کرنے میں پہل کرنا فرض ہوجاتا ہے۔ اس کی صورت یہ ہے کہ کسی سوار کی پیدل چلنے والے سے بیابان میں ملاقات ہو تو سوار پر فرض ہے کہ وہ "سلام" کرے تاکہ اسے امان (تحفظ) کا اطمینان ہوجائے)(٦٦)

(٣٣) حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

کم عمر والا بڑی عمر والے کو، اور پیدل چلنے والا بیٹھے ہوئے کو اور چھوٹی جماعت بڑی جماعت کو "سلام" کرے۔(٦٧)

(٣٤) حضرت فضالہ بن عبیدؓ سے منقول ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ سوار پیدل کو اور پیدل کھڑے ہوئے کو اور تھوڑے زیادہ کو "سلام کریں (٦٨)

(٣٥) حضرت زید بن اسلمؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سوار پیادے کو "سلام" کرے، اور جب ایک آدمی قوم میں سے "سلام" کرے تو ان سب کی طرف سے کافی ہوجائے گا (٦٩)

(٣٦) عبد الرحمن بن شبل سے روایت ہے کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ کو یہ فرماتے سنا ہے کہ سوار پیدل کو "سلام" کرے، اور پیدل بیٹھے ہوئے کو اور تھوڑے زیادہ کو سلام کریں، جس نے سلام کا جواب دیا اس کے لئے بہتری ہے اور جس نے جواب نہ دیا اس کے لئے کچھ بھی نہیں (٧٠)

(٣٧) حضرت جابرؓ سے مروی ہے کہ انہوں نے فرمایا دو پیدل چلنے والے آپس میں ایک جگہ جمع ہوں تو ان میں جو پہلے سلام کرے وہ افضل ہے (٧١)

مجلس میں سلام کا طریقہ

(۳۸) حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب تم میں سے کوئی مجلس میں جائے تو "السلام علیکم" کہے پھر جب لوٹنے لگے تو "سلام" کرے کیونکہ اول سلام اخیر کے سلام سے زیادہ ضروری نہیں (۷۲)

(۳۹) حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جماعت کی جانب سے جب وہ کسی کے پاس سے گزرے تو ایک شخص کا سلام کرلینا کافی ہے۔ اور جب بیٹھے ہوئے لوگوں کو کوئی شخص سلام کرے تو ان میں سے بھی ایک کا جواب دینا کافی ہے (۷۳)

(۴۰) حضرت زید بن اسلمؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا جب جماعت میں سے ایک شخص سلام کرے تو یہ ان سب کی جانب سے کافی ہے (۷۴)

(۴۱) حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: جب کوئی شخص مجلس میں آئے تو سلام کرے اس کے بعد بیٹھے، بیٹھنے کے بعد اگر مجلس برخاست ہونے لگے تو پھر "سلام کہے۔ پہلا سلام دوسرے سلام سے زیادہ اہم نہیں (۷۵)

راستے کا حق

(۴۲) حضرت ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت نے فرمایا: راستوں پر مت بیٹھا کرو۔ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ ہم لوگوں کو اپنی مجلس میں بیٹھنا پڑتا ہے جہاں ہم باتیں کرتے ہیں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: اچھا جب تم بیٹھنا ہی چاہتے ہو تو ان راستوں پر بیٹھنے کا حق ادا کرو۔ صحابہ نے پوچھا یارسول اللہ ﷺ راستوں کا حق کیا ہے؟ فرمایا: نگاہ نیچی رکھنا اور راہ گیروں کو ایذا نہ دینا اور "سلام" کا جواب دینا اور بھلی بات بتانا اور بری بات سے منع کرنا (۷۶)

(۴۳) حضرت براء بن عازبؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ چند انصار کے لوگوں پر سے گزرے وہ لوگ بیٹھے ہوئے تھے راستے میں۔ سو فرمایا آپ ﷺ نے اگر تمہارا بیٹھنا ضروری ہے تو سلام والے کو جواب دو اور مظلوم کی مدد کرو اور راستہ بھولے ہوؤں کو راستہ بتلاؤ (۷۷)

بچوں کو سلام کرنا

(۴۴) حضرت انسؓ بچوں پر سے گزرے تو ان کو سلام کیا اور کہنے لگے کہ آنحضرت ﷺ بھی ایسا ہی کیا کرتے تھے(۷۸)

(۴۵) حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ میرے پاس آئے اور میں لڑکا تھا۔ لڑکوں میں آپ ﷺ نے ہم پر سلام کیا پھر میرا ہاتھ پکڑا اور کسی کام کیلئے بھیجا آپ ﷺ میرے آنے تک دیوار کے سائے میں بیٹھے رہے(۷۹)

(۴۶) عنسہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے ابن عمرؓ کو دیکھا ہے کہ وہ خط میں بچوں کو سلام لکھا کرتے تھے(۸۰)

آپ ﷺ چونکہ مربی بھی تھے امت کی تربیت چاہے مرد ہو یا عورت جوان ہوں یا بوڑھے، بچے ہوں یا کمسن ہر طرح سے ان کو ادب سکھایا۔ بچوں کو ادب سکھانا ایک صاع صدقہ کرنے سے افضل ہے۔ آپ ﷺ کی سیرت مبارکہ روشن کتاب کی طرح کھلی ہوئی ہے۔ آپ ﷺ بچوں سے الفت و محبت اور شفقت سے پیش آتے اور بچوں سے الفت بھرا سلوک فرماتے اور یہی تعلیم دوسروں کو دیتے۔ آپ ﷺ کا ارشاد ہے:

من لم یرحم صغیرنا ویعرف حق کبیرنا فلیس منا (۸۱)

یعنی جو کوئی چھوٹوں پر رحم نہیں کھاتا اور بڑوں کا حق نہیں پہچانتا وہ ہم میں سے نہیں۔

مزید فرمایا رحمت بد قسمت لوگوں کے دلوں ہی سے نکالی جاتی ہے(۸۲)

عورتوں کو سلام کرنا

(۴۷) اسماء بنت یزیدؓ سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا ہم چند عورتوں پر سے گزر ہوا۔ آپ ﷺ ایک روز مسجد میں تشریف لائے۔ مسجد میں کچھ عورتیں بیٹھی ہوئی تھیں۔ آپ ﷺ نے ہاتھ کے اشارے سے سلام کیا(۸۳)

(۴۸) جریر بن عبداللہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا چند عورتوں پر سے گزر ہوا تو انہیں سلام کیا(۸۴)

(۴۹) سھل بن سعدؓ سے روایت ہے کہ ہم لوگوں میں ایک عورت تھی، اور ایک روایت میں ہے کہ ہم میں ایک بڑھیا عورت تھی، جو ہانڈی میں چقندر پکاتی اور جو کے دانے

پیس لیتی، جب ہم جمعہ پڑھ کر لوٹتے تو اسے جا کر سلام کرتے اور وہ ہمارا استقبال کرتی اور ہم دوپہر کا آرام اور کھانا سب جمعہ کی نماز کے بعد کرتے (۸۵)

(۵۰) حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت نے فرمایا اے عائشہ یہ جبرئیل (کھڑے) ہیں تم کو سلام کرتے ہیں حضرت عائشہ نے جواب دیا وعلیہ السلام ورحمۃ اللہ آپ ﷺ ان چیزوں کو دیکھتے ہیں جن کو میں نہیں دیکھتی (۸۶)

(۵۱) حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام آنحضرت ﷺ کے پاس آئے کہنے لگے یا رسول اللہ ﷺ یہ خدیجہ آپ کے پاس سالن یا کھانے کا ایک برتن لا رہی ہیں جب وہ لے کر آئیں تو پروردگار کی طرف سے اور میری طرف سے ان کو سلام کہیں اور جنت میں ایک گھر کی خوشخبری دیں جو ایک خولدار موتی ہو گا نہ اس میں غل ہو گا اور نہ شور و شغب ہو گا اور نہ کوئی رنج (۸۷)

(۵۲) ام ھانی بن ابی طالبؓ سے روایت ہے کہ میں فتح مکہ کے روز رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ اس وقت آپ ﷺ غسل فرما رہے تھے اور فاطمہؓ پردہ کئے ہوئے تھیں میں نے آپ کو سلام کیا۔

مسند احمد کی روایت میں ام ھانی فرماتی ہیں کہ میں نبی اکرم ﷺ کے پاس گئی، آپ ﷺ غسل فرما رہے تھے۔ میں نے آپ کو سلام کیا۔ فرمایا یہ کون ہے۔ میں نے کہا ام ھانی۔ فرمایا مرحبا (۸۸)

(۵۳) حضرت اسماء بنت یزید الانصاریہ فرماتی ہیں سنا انہوں نے نبی کریم ﷺ جب مسجد سے گزر رہے تھے تھوڑی سی عورتیں وہاں قیام پذیر تھیں۔ آپ ﷺ نے ہاتھ کے اشارے سے سلام کیا الی لفظ الاخر۔۔۔۔۔۔۔ (۸۹)

(۵۴) زینب بنت المہاجر کہتی ہیں "میں حج کرنے کیلئے روانہ ہوئی میرے ساتھ ایک اور خاتون بھی تھی جس نے خیمہ لگایا میں نے نذر مانی کی میں کسی کے ساتھ گفتگو نہیں کروں گی۔ ایک شخص نے ہمارے خیمے کے دروازے پر آ کر ہمیں سلام کیا۔ میری رفیقہ نے سلام کا جواب دیا۔ اس شخص نے پوچھا میں نے سلام کا جواب کیوں نہیں دیا۔ میری رفیقہ نے اسے بتایا کہ اس نے خاموش رہنے کی نذر مانی ہے۔ اس پر اس شخص نے کہا یہ زمانہ جاہلیت کی رسم ہے۔ تمہیں لوگوں سے گفتگو کرنا چاہیے۔ میں نے یہ سن کر اس سے پوچھا کہ

تم کون ہو؟ اس نے جواب میں کہا کہ میں مہاجرین میں سے ایک ہوں۔ میں نے کہا کون سے مہاجرین میں سے؟ اس نے جواب دیا قریش سے۔ میں نے پوچھا قریش کے کون سے خاندان سے؟ اس نے کہا کہ تم نے سوالات کی بوچھاڑ کردی ہے۔ میں ابوبکرؓ ہوں --------الخ(۹۰)

(۵۵) یحیٰ بن سعید فرماتے ہیں کہ سوال ہوا امام مالکؒ سے کیا مرد سلام بھیجے عورت پر امام مالکؒ نے فرمایا بڑھیا پر تو کچھ قباحت نہیں لیکن جوان پر اچھا نہیں(۹۱)

ابوعبداللہ قرطبی، مالکی، اپنی تفسیر الجامع لاحکام القرآن میں عورتوں کے سلام کے متعلق تحریر فرماتے ہیں:

اور جہاں تک عورتوں پر سلام کا تعلق ہے تو وہ جائز ہے البتہ جوان عورتوں پر جائز نہیں بوجہ چند وجوہ کے:

فتنہ کے خوف سے اور (سلام باتوں سے مشابہ ہے) یا شیطان کے ورغلانے سے اور یا آنکھ کی خیانت سے۔ مگر بڑھیا، عمر رسیدہ خواتین پر سلام بہتر ہے بوجہ مذکورہ امور کے نہ ہونے کے۔ یہ حضرت امام عطاء قتادہ کا قول ہے۔ اسی طرح امام مالک اور بعض دوسرے علماء کا بھی قول ہے۔

اور حضرات کوفیین فرماتے ہیں کہ اگر ان عورتوں میں محرم نہ ہوں تو ناجائز ہے اور وہ اس لئے کہ جب ان سے اذان، اقامت، نماز میں جھر بالقرءۃ ساقط ہیں تو سلام کرنا بھی ساقط ہوگا لہذا عورتوں کو سلام نہ کیا جائے(۹۲)

امام نووی عورت کے سلام کے متعلق تحریر فرماتے ہیں:

ایک عورت دوسری عورت کو جیسے مرد، مرد کو، اسی طرح سلام کرے گی، عورت مرد کو سلام یا مرد عورت کو سلام کرے۔ اس میں علماء فقہاء کے درمیان اختلاف ہے جیسے شافعیہ میں امام ابوسعید متولی، فرماتے ہیں کہ عورت جسے سلام کر رہی ہے اگر وہ اس کا محرم ہے تو اسے سلام کرنا اسی طرح جائز ہے جیسے مرد، مرد کو سلام کرتا ہے۔ اور ان میں سے ہر ایک کیلئے ابتداء سلام کرنا مستحب ہے اور اس کا جواب دینا واجب ہے۔ اور اگر اجنبیہ عورت ہے تو اگر وہ حسین وجمیل ہے تو چونکہ فتنہ کا خوف ہے، اس لئے مرد اسے سلام نہ کرے اور اگر مرد نے اسے سلام کیا تو اس کیلئے جواب دینا جائز نہیں اور نہ وہ عورت خود سلام کرے اور اگر اس

نے سلام کیا تو مرد کیلئے اس کا جواب دینا مکروہ ہے۔ اگر عورت بوڑھی ہے جس کی وجہ سے فتنہ کا خوف نہیں تو اس کیلئے مرد کو سلام کرنا جائز ہے اور مرد کیلئے جواب دینا جائز ہے اور اگر بہت سی عورتیں ہیں تو مرد انہیں سلام کرسکتا ہے۔ اسی طرح اگر مردوں کی جماعت کسی ایک عورت کو سلام کرے۔ تو یہ جائز ہے۔ جبکہ مرد و عورت دونوں کیلئے کسی فتنہ کا خطرہ نہ ہو اور نہ مردوں اور عورتوں کی جماعت کو کسی فتنہ کا خطرہ ہو۔(۹۳)

امام جزریؒ لکھتے ہیں کہ ایک مرد کیلئے مکروہ ہے کہ وہ کسی اجنبی عورت کو سلام کرے البتہ اگر وہ عورت عمر رسیدہ بڑھیا یا بھونڈی شکل کی ہو جس کے متعلق براخیال پیدا نہ ہو تو اور بات ہے لیکن محرم عورتوں کو سلام کرنا اسی طرح سنت ہے جیسے واقف آدمیوں کو سلام کرنا(۹۴)

خطیب کا سامعین کو سلام کہنا

جمعہ کے دن یا علاوہ جمعہ کے جس وقت خطیب منبر پر پہنچے تو لوگوں کی طرف منہ کرکے "السلام علیکم" کہے۔

(۵۶) حضرت جابر بن عبداللہؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ جب منبر پر تشریف لاتے (خطبہ سنانے کیلئے) تو السلام علیکم ورحمۃاللہ وبرکاتہ کہتے (لیکن یہ حدیث ضعیف ہے اس کی اسناد میں ابن ربیعہ ہے)(۹۵)

(۵۷) عطاء تابعی سے مرسلاً روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ جب منبر پر تشریف فرما ہوتے ہوئے لوگوں کی طرف منہ کرتے تو فرماتے "السلام علیکم"(۹۶)

(۵۸) شعبی تابعی سے مرسلاً روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب منبر پر تشریف فرما ہو کر لوگوں کی طرف منہ کرتے تو السلام علیکم کہتے۔ فرماتے ہیں نبی کریم ﷺ کے بعد حضرت ابوبکر اور حضرت عمرؓ بھی اسی طرح کیا کرتے تھے(۹۷)

(۵۹) ابی نضرۃ سے روایت ہے کہ حضرت عثمانؓ کا معمول تھا کہ وہ خطبہ کیلئے منبر پر بیٹھنے کے بعد سب سے پہلے سلام کرتے(۹۸)

(۶۰) محمد روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا کہ سلام کا جواب دیا جائے اور چھینک کا جواب دیا جائے جبکہ امام جمعہ کے دن خطبہ پڑھ رہا ہو۔

امام محمدؒ نے کہا کہ ہم اس پر عمل نہیں کرتے بلکہ سعید بن المسیب کے قول پر عمل کرتے ہیں (۹۹)

(۶۱) محمد روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے بیان کیا کہ میں نے سعید بن المسیب سے کہا امام خطبہ پڑھ رہا تھا تو فلاں آدمی کو چھینک آئی اور فلاں نے اس کا جواب دیا تو انہوں نے کہا کہ اس کو کہہ دو کہ اب ایسا نہ کرے۔

امام محمدؒ نے کہا کہ ہم اسی پر عمل کرتے ہیں۔ خطبہ بمنزلہ نماز کے ہے۔ اس لئے چھینک والے کی چھینک اور سلام کرنے والے کے سلام کا جواب نہیں دیا جائے گا۔ امام ابوحنیفہؒ کا یہی قول ہے (۱۰۰)

کتاب الفقہ میں علامہ عبدالرحمن الجزیری نے خطبہ سے پہلے اور خطبہ کے دوران جو اختلاف آئمہ کی آراء کے درمیان ہوا ہے اس کو بیان کیا ہے، فرماتے ہیں:

مالکیہ کہتے ہیں کہ امام کیلئے سنت ہے کہ خطبہ اولی سے پہلے منبر پر بیٹھ جائیں تاکہ مؤذن اذان سے فارغ ہو۔ نیز دونوں خطبوں کے درمیان بھی تھوڑی دیر کیلئے بیٹھنا سنت ہے بعض اصحاب کہتے ہیں کہ اتنی دیر بیٹھے جس میں سورہ اخلاص پڑھی جاسکے۔ مستحب یہ ہے کہ خطبہ منبر پر ہو اور بہتر یہ ہے کہ منبر کے بالکل اوپر بلاضرورت نہ بیٹھے بلکہ صرف اتنا اوپر جانا چاہیے کہ لوگوں کو خطبہ سنایا جاسکے۔ اور سنت یہ ہے کہ خطبہ کیلئے جاتے وقت حاضرین کو سلام کہے۔ دراصل پہلے سلام کرنا سنت ہے۔ مستحب یہ ہے کہ (خطبہ کیلئے) نکلتے وقت سلام کرے۔ سلام کا منبر پر جاتے وقت کیلئے اٹھا رکھنا مکروہ ہے۔ حنفیہ کہتے ہیں سنت یہ ہے کہ (نماز سے پہلے) خطیب اپنے گوشہ خلوت میں رہے۔ اس کا لوگوں کو سلام کرنا۔ خطبہ سے پہلے محراب میں نماز کا ادا کرنا اور امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے علاوہ کچھ اور کہنا مکروہ ہے۔

شافعیہ کہتے ہیں کہ یہ بھی سنت ہے کہ خطیب اپنی خلوت گاہ سے باہر آئے تو منبر پر چڑھنے سے پہلے منبر کے قریب والوں کو سلام کرے اگر مسجد کے دروازے سے آنا ہو تو جو شخص بھی اس کے پاس سے گزرے اسے سلام کرے۔ جس طرح دوسروں کو کیا اور منبر پر چڑھ کر حاضرین کی جانب رخ کرے۔ اور سنت یہ ہے کہ خطبہ اول سے پہلے منبر پر بیٹھ جائے اور بیٹھنے سے پہلے حاضرین کو سلام کرے (یہ امر خطیب کے لئے سنت ہے) اگر خطیب سلام کرے تو لوگوں پر اس کا جواب واجب ہے اور سنت یہ ہے کہ صرف ایک شخص

جواب دے بہت سے لوگ نہیں (۱۰۱)

مفتی تقی عثمانی نے درس ترمذی کے حاشیہ میں تحریر فرمایا ہے: کہ شافعیہ اور حنابلہ کے نزدیک مسنون یہ ہے کہ جب خطبہ دینے کیلئے خطیب منبر پر چڑھے تو قوم کو سلام کرے جبکہ حنفیہ اور مالکیہ کے نزدیک یہ مسنون نہیں۔ اس کی تفصیل کیلئے عمدۃ القاری (ج:٦ ص: ۲۲۱) کتاب الجمعہ باب یستقبل الامام القوم واستقبال الناس الامام اذا خطب) میں دیکھ سکتے ہیں (۱۰۲)

سلام میں تخصیص۔مکروہ

(٦٢) حضرت ابوبکرؓ نے اس شخص کی یہ حرکت ناپسند فرمائی جس نے سلام میں تخصیص کرتے ہوئے کہا تھا "السلام علیکم یا خلیفة الرسول" آپ نے فوراً فرمایا" اس پورے مجمع میں سے صرف مجھے!!!!!!!!(۱۰۳)

(٦٣) طارق بیان کرتے ہیں کہ ہم لوگ بیٹھے ہوئے تھے۔ عبد اللہ کے پاس، اطلاع ہوئی کہ نماز کھڑی ہو گئی ۔ وہ کھڑے ہوئے ہم سب لوگ ان کے ساتھ کھڑے ہو گئے۔ مسجد میں آئے لوگ مسجد کے اگلے حصہ میں رکوع میں تھے۔ انہوں نے اللہ اکبر کہا اور رکوع میں شریک ہوگئے اور ہم لوگوں نے بھی ویسا ہی کیا۔ ایک مرد خیرات مانگنے آیا اور اس نے کہا "اے ابوعبدالرحمن علیکم السلام " تو انہوں نے کہا کہ اللہ نے سچ کہا اور رسول اللہ ﷺ نے پوری تبلیغ فرمائی۔ جب ہم لوگ نماز پڑھ چکے اور واپس ہوئے تو عبداللہ گھر میں اندر گئے اور ہم لوگ وہیں بیٹھ کر ان کا انتظار کرنے لگے کہ وہ باہر آئیں۔ ہم میں سے کسی نہ کسی سے کہا ان سے سوال کون کرے گا۔ طارق کہتے ہیں کہ میں نے کہا میں سوال کروں گا۔ چنانچہ میں نے سوال کیا اور انہوں نے جواب دیا کہ نبی ﷺ نے فرمایا ہے کہ قیامت کے قریب لوگوں کو مخصوص کر کے سلام کرنے کا رواج ہوجائے گا۔ تجارت کی گرم بازاری ہو گی حتی کہ عورتیں اپنے شوہروں کی تجارت میں امداد کریں گی۔ قطع رحم عام ہوجائے گا قلم کا زور ہو گا۔ چھوٹی شہادتیں پیدا ہوجائیں گی۔ اور سچی شہادتوں کو چھپایا جائے گا (۱۰۴)

مجمع میں کسی ایک شخص کو سلام کے ساتھ خاص نہ کرنا چاہیے بلکہ سلام عام ہونا چاہیے۔

غیر مسکونہ گھر میں سلام کا مسئلہ

اگر کوئی مسلمان کسی ایسی جگہ ایسے مکان یا گھر میں داخل ہو جہاں کوئی بھی فرد موجود نہ ہو تو وہاں "السلام علیناو علی عباداللہ الصالحین" کہے، اسی طرح اگر مسجد میں داخل ہو اور جہاں لوگ نماز میں مشغول ہوں وہاں بھی یہی دعا کہے اور اگر مسجد میں کوئی موجود نہ ہو تو کہے "السلام علینا من ربنا"۔

(۶۴) امام مالکؒ کو یہ بات پہنچی ہے کہ جب کوئی آدمی ایسے گھر میں داخل ہو جو خالی پڑا ہے تو کہے "السلام علیناو علی عباداللہ الصالحین" (۱۰۵)

(۶۵) عبد اللہ بن عمرؓ سے مروی ہے کہ جب کوئی غیر مسکون گھر میں جہاں کوئی نہ رہتا ہو داخل ہو تو اسے "السلام علیناو علی عباداللہ الصالحین" کہنا چاہیے (۱۰۶)

(۶۶) فقیہ ابولیث سمرقندی نے فرمایا کہ مسجد میں داخل ہونے والا "السلام علیناو علی عباداللہ الصالحین" کہے جبکہ لوگ نماز میں مشغول ہوں اور جب مسجد میں کوئی نہ ہو "السلام علینا من ربنا" کہے (۱۰۷)

اہل قبور کو سلام کہنا

(۶۷) حضرت عائشہؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کی باری جب میرے پاس ہوتی تھی تو آخر رات میں بقیع (قبرستان) کی طرف نکلتے تھے اور کہتے تھے "السلام علیکم" اے قبر والو!۔۔۔۔۔ آچکا تمہارے پاس جس کا تم سے وعدہ تھا کہ کل پاؤ گے ایک مدت کے بعد اور ہم اگر اللہ نے چاہا تم سے ملنے والے ہیں۔ یا اللہ بخش بقیع غرقد والوں کو (۱۰۸)

(۶۸) حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میں زیارت قبور کے وقت کیا کہوں، آپ ﷺ نے فرمایا یہ کہو "السلام علی اھل الدیار" اور تم میں سے اور ہم میں سے آگے جانے والوں اور پیچھے رہ جانے والوں پر رحم فرمائے، اور انشاء اللہ ہم بھی تم سے ملنے والے ہیں (۱۰۹)

(۶۹) حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے رسول اللہ ﷺ قبرستان تشریف لے گئے اور فرمایا "السلام علیکم" اے مومن گھر والو، انشاء اللہ ہم بھی تم سے ملنے والے ہیں۔ (۱۱۰)

(۷۰) عبد بن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ مدینہ کی چند قبروں پر سے گزرے، آپ نے قبروں کی جانب منہ کر کے فرمایا، اے قبر والو "السلام علیکم" اللہ ہماری اور تمہاری مغفرت فرمائے، تم ہم سے آگے جاچکے ہو اور ہم تمہارے نقش قدم پر آرہے ہیں (۱۱۱)

(۷۱) بریدہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ لوگوں کو تعلیم فرماتے کہ جب تم قبرستان جاؤ تو یہ کہو " اے مومنوں کے گھر والو" السلام علیکم " اور انشاء اللہ ہم بھی تم سے ملنے والے ہیں۔ ہم اللہ سے اپنے لئے اور تمہارے لئے عافیت کا سوال کرتے ہیں (۱۱۲)

مشترکہ مجلس کو سلام کہنا

(۷۲) صحیحین میں حضرت اسامہ بن زیدؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک ایسی مجلس پر سے گزرے جس میں مسلمان مشرک، یہودی سب موجود تھے آپ نے انہیں سلام کیا (۱۱۳)

یہ ایک طویل حدیث ہے جسے امام بخاری نے روایت کیا ہے جبکہ ترمذی نے اسے مختصراً روایت کیا ہے۔

خط میں سلام لکھنا

خطوط میں بسم اللہ اور سلام سے ابتدا کرنا اور خاتمہ بھی سلام پر کرنا۔ لیکن خطوط بھی سنت نبوی سے دو طریقے کے لکھے ہوئے پائے جاتے ہیں۔ ایک وہ جو کہ مسلمان ہو کے گزرے ہیں یا پھر پچھلے نبیوں کے پیروکاروں میں سے گزرے ہیں اور دوسرے وہ جو کہ غیر مسلم گزرے ہیں۔

لہذا خط تحریر کرتے ہوئے ہمیشہ مسنون طریقہ کو مد نظر رکھا جائے۔ خطوط کے علاوہ قاصدوں کے ذریعے بھی "سلام" بھیجا گیا ہے اور جس قاصد کے ذریعے جس شخص تک بھی کسی کا سلام پہنچے تو اس شخص پر سلام کا جواب واجب ہوجائے گا۔

غیر مسلموں کو تحریر کیئے ہوئے خطوط

(۷۳) صحیحین میں ہرقل کا واقعہ حضرت ابوسفیانؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے تحریر فرمایا: یہ خط محمد ﷺ کی جانب سے ہے۔ جو اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہے۔ ہرقل حاکم روم کے نام "سلام علی من اتبع الھدی" (۱۱۴)

(۷۴) نبی کریم ﷺ نے خسرو پرویز کسری شاہ فارس کے نام تحریر فرمایا" بسم اللہ الرحمن الرحیم من جانب محمد رسول اللہ بجناب کسری شاہ فارس "سلام علی من اتبع الھدی" (۱۱۵)

(۷۵) مقوقش شاہ مصر و اسکندریہ کے نام:

"بسم اللہ الرحمن الرحیم" محمد عبد اللہ اور اللہ کے رسول کی جانب سے مقوقس عظیم القبط کے نام "سلام علی من اتبع الھدی" (۱۱۶)

(۷۶) شاہ عمان کے نام:

"بسم اللہ الرحمن الرحیم" یہ خط ہے محمد بن عبد اللہ اللہ کے رسول کی طرف سے جیفر اور عبد پسران جلندی کی طرف "سلام علی من اتبع الھدی" (۱۱۷)

(۷۷) رئیس حمامہ ہوزۃ بن علی کے نام:

"بسم اللہ الرحمن الرحیم" یہ خط ہے محمد رسول اللہ کی جانب سے ہوزۃ بن علی کے نام "سلام علی من اتبع الھدی" (۱۱۸)

(۷۸) امیر دمشق حارث غسانی کے نام:

"بسم اللہ الرحمن الرحیم" محمد رسول اللہ کی طرف سے حارث بن شمر کے نام "سلام علی من اتبع الھدی" (۱۱۹)

یہ وہ خطوط تھے جو آپ ﷺ کی طرف سے مشرکین یا نصاری کو تحریر ہوئے۔ لیکن وہ حاکم یا سردار جو کہ دین اسلام قبول کرلیتے یا پچھلی کتابوں کی پیروی میں آپ کی بھی تصدیق کرتے۔ ان میں سلام کا انداز مختلف ہے۔

آپ کا وہ خط جو شاہ نجاشی کے نام بذریعہ عمرو بن امیۃ ضمریؓ کے پہنچا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم من محمد رسول اللہ الی النجاشی ملک الحبشۃ "سلام علیک" امابعد... والی لفظ الاخر.... ونصحت فاقبلو النصیحتی والسلام علی من اتبع الھدی.....

ترجمہ: شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو نہایت مہر بان رحم کرنے والا ہے۔
محمد رسول اللہ کی جانب سے نجاشی شاہ حبشہ کی طرف سلامتی ہو آپ پر، اما بعد - میں تعریف کرتا ہوں اس اللہ کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں وہی حقیقی بادشاہ ہے تمام عیبوں سے پاک ہے امن دینے والا اور سب کا نگہبان - میں گواہی دیتا ہوں کہ عیسی ؑ مریم کے بیٹے اللہ کی خاص روح اور اس کا کلمہ، ہیں جس کو اللہ تعالی نے مریم پاک کی طرف القاء کیا۔ پس حاملہ ہوئیں عیسی ؑ سے۔ اللہ تعالی نے ان کو اپنی خاص روح اور نفخ سے پیدا کیا جیسا کہ آدم ؑ کو اپنے ہاتھ سے بغیر ماں باپ کے پیدا کیا۔ میں تجھ کو اللہ کی طرف بلاتا ہوں جو ایک ہے کوئی اس کا شریک نہیں اور اس (دین) کی اطاعت وفرمانبرداری کی طرف جو اللہ کی طرف سے میرے پاس آیا ہے۔

(قرآن پاک) اس پر ایمان لے آ، تحقیق میں اللہ کا رسول ہوں میں تجھ کو اور تیرے تمام لشکروں کو اللہ کی طرف بلاتا ہوں۔ میں اللہ کا پیغام پہنچا چکا اور نصیحت کی پس میری نصیحت قبول کرو اور سلامتی ہو اس پر جو ھدایت کی پیروی کرے (۱۲۰)

آداب سلام

یہ بات ہمیشہ پیش نظر رہنا چاہیے کہ ہم ہر ایک مسلمان کو سلام کرنے پر مامور ہیں لیکن بعض حالات میں تو ہمیں سلام کرنے کی تاکید ہے اور بعض حالات میں زیادہ تاکید نہیں۔ کسی وقت میں سلام سنت موکدہ یا مستحب بن جاتا ہے ایسے ہی بعض اوقات یہ مکروہ یا مباح یا پھر غیر مؤکد بن جاتا ہے۔ اس لئے سلام کے آداب کو سمجھنا اور سیکھنا چاہیے تاکہ ہمارا یہ عمل سنت نبوی ﷺ کے عین مطابق ہو۔

سلام مشرک یا کافر کو نہیں کرنا چاہیے۔ اسی طرح پیشاب یا جماع وغیرہ میں مشغول آدمی کو سلام کرنا مکروہ ہے اور اگر اس کے باوجود بھی اس دوران کسی نے سلام کیا تو وہ جواب کا مستحق نہ ہوگا۔ سوتے یا اونگھنے والے شخص کو سلام کرنا مکروہ ہے۔ اگر کوئی شخص حمام یا غسل خانے میں غسل کر رہا ہو تو اس کو سلام نہیں کرنا چاہیے۔ کھانے میں مصروف آدمی کو سلام نہ کیا جائے۔ اگر پھر بھی کسی نے سلام کیا تو وہ جواب کا مستحق ہوگا کہ نہیں اس مسئلے پر

آئمہ فقہا میں اختلاف ہے۔(۱) جمعہ کے خطبہ کے دوران سلام نہ کیا جائے اسی طرح اگر کوئی شخص دعا میں مستغرق ہو کہ اس کی توجہ صرف اسی طرف مائل ہو تو اس کو بھی سلام نہ کیا جائے۔ ایک شخص احرام کی حالت میں ہے اور تلبیہ پڑھنے میں مصروف ہے اس کو بھی سلام نہیں کرنا چاہیے۔ ایک شخص نماز میں مصروف ہے اور کسی نے آکر سلام کیا تو اس وقت نماز کی حالت میں "وعلیکم السلام" کہنا حرام ہے اگر وہ شخص جانتا ہے اور پھر اس نے ایسا کیا تو اس کی نماز باطل ہو جائے گی لیکن اگر وہ جاھل ہے تب بھی فرض نماز میں جواب دینا (امام ابوحنیفہؒ کے ہاں جائز نہیں) اور نفل نماز میں اشارے سے جواب دینا مکروہ ہے۔ لیکن امام مالکؒ کہتے ہیں کہ اشارے سے سلام کا جواب دیا جائے۔

امام نووی فرماتے ہیں اگر جاھل ہے تو ہمارے ہاں دو قولوں میں سے صحیح قول یہ ہے کہ نماز باطل نہ ہو گی اور اگر لفظ "وعلیہ السلام" کہا تب بھی نماز باطل نہ ہو گی کیونکہ یہ کلمہ دعائیہ ہے۔ خطاب نہیں۔ اور مستحب یہ ہے کہ نماز میں اشارے سے جواب دے اور زبان سے الفاظ ادا نہ کرے (۱۲۱)

---

(۱) حنفیہ کہتے ہیں کہ اگر کسی کو کھانا کھاتے ہوئے دیکھا اور خود بھی چاہتا ہے کہ اس کے ساتھ کھانے میں شریک ہو اور یہ معلوم ہے کہ اگر سلام کیا گیا تو وہ شریک طعام ہونے کی دعوت دے دے گا تو سلام کر لے ورنہ نہیں۔

شافعیہ کہتے ہیں کہ سلام تو کرنا چاہیے لیکن کھانے والے کے منہ میں لقمہ ہے اور جواب نہیں دے سکتا تو سلام کا جواب اس پر واجب نہیں۔

مالکیہ کہتے ہیں کہ کھانے والے شخص کو بہر حال سلام کیا جا سکتا ہے۔

حنابلہ کہتے ہیں کہ اس مسئلہ میں دو اقوال ہیں۔ ایک تو یہ کہ اس حال میں سلام کرنا مکروہ ہے کیونکہ کھانے میں مصروف آدمی جو مشغول ہے وہ سلام کرنے میں پہل نہیں کر سکتا دوسرے یہ کہ مکروہ نہیں ہے (کتاب الفقہ علی المذاہب الاربعہ ج: ۲ ص: ۹۴)

ننگے آدمی کو اور اس کو بھی جو ایسی حالت میں ہو سلام کا جواب نہیں دے سکتا۔ یہاں تک کہ اگر سلام کا جواب نہ بھی دے تو گناہ گار نہ ہوگا۔ اور اگر کوئی شخص علمی (دینی) مسائل وغیرہ بیان کر رہا ہے یا قاضی فیصلہ کیلئے مجلس قضا میں ہو یا وعظ کر رہا ہے (سلام کرنا مکروہ ہے) اور اگر سلام کیا جائے تو جواب دینا واجب نہیں ہے جو شخص درس دینے میں یا علم حاصل کرنے میں مصروف ہو اس کو سلام کرنا مکروہ ہے سوئے ہوئے انسان کو سلام کرنا مکروہ ہے(۱۲۲)

اور وہ لوگ جو علانیہ فسق و فجور میں مبتلا ہوں ایسے لوگوں کو سلام کرنا حرام ہے جوان عورت اور مخنث دونوں کا حکم ایک ہے (سلام نہ کیا جائے) کما قال جزیری، کتاب الفقہ)

فاسق اور بدعتی کو سلام نہ کیا جائے اور نصرانیوں و یہودیوں کو بھی سلام نہ کیا جائے اور اگر ان میں سے کوئی سلام کر دے تو جواب میں وعلیک کہا جائے۔

مشرکین اور اہل ذمہ کے سلام کا جواب

(۷۹) حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ یہودیوں نے آپ ﷺ کے پاس آنے کی اجازت چاہی۔ آپ ﷺ نے اجازت دے دی۔ انہوں نے کہا "السام علیکم" حضرت عائشہؓ نے جواب میں عرض کیا: "علیکم السام واللعنۃ" آپ ﷺ نے فرمایا اے عائشہ اللہ جل جلالہ ہر کام میں نرمی کو پسند فرماتے ہیں۔ عائشہ نے جواب میں فرمایا آپ ﷺ نے سنا نہیں انہوں نے کیا کہا؟ آپ ﷺ نے فرمایا میں نے تو کہہ دیا "وعلیکم"(۱۲۳)

(۸۰) انسؓ سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا جب ہمیں اھل الکتاب (یہود و نصاری) سلام کریں تو ان کے جواب میں وعلیکم کہا کریں((۱۲۴)

(۸۱) ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہود و نصاری کو سلام کرنے میں پہل نہ کرو بلکہ راہ میں ملاقات ہو تو راستے کے چلنے میں تنگی پیدا کیا کرو(۱۲۵)

(۸۲) ابن عمرؓ سے روایت ہے آنحضرت نے فرمایا جب یہودی تم کو سلام کرتے ہیں تو "السام علیکم" کہتے ہیں۔ تم جواب میں "وعلیک" کہو(۱۲۶)

(۸۳) ابن عمرؓ ایک نصرانی کے پاس سے گزرے اسے سلام کیا اس نے سلام کا جواب دیا۔ ابن عمر کو پتہ چلا کہ وہ نصرانی ہے تو لوٹے اس نصرانی کی طرف کہا: میرا سلام لوٹا دو(۱۲۷)

باوضو سلام کا جواب

(۸۴) ابن عمرؓ فرماتے ہیں کہ ایک شخص کا نبی ﷺ پر گزر ہوا اور آپ پیشاب کر رہے تھے۔ اس نے آپ پر سلام بھیجا۔ آپ ﷺ نے جواب نہیں دیا ابو داؤد فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ نے تیمم کیا پھر اس کے سلام کا جواب دیا(۱۲۸)

(۸۵) مہاجر بن قنفذ سے روایت ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور سلام کیا آپ پیشاب کر رہے تھے۔ آپ نے جواب نہ دیا یہاں تک کہ وضو کیا۔ وضو کے بعد آپ نے عذر کیا ان سے اور فرمایا مجھے برا معلوم ہوا کہ میں اللہ کا ذکر بغیر طہارت کے کروں(۱۲۹)

(۸۶) حضرت عمیر سے روایت ہے جو کہ غلام تھے ابن عباسؓ کے کہ وہ اور عبد اللہ بن یسار جو غلام تھے میمونہؓ کے، دونوں ابو جہیم بن حارث کے پاس گئے انہوں کہا حضور ﷺ بیر جمل (ایک جگہ کا نام ہے) سے تشریف لا رہے تھے راہ میں ایک شخص ملا جس نے آپ کو سلام کیا۔ آپ ﷺ نے اس کا جواب نہیں دیا۔ یہاں تک کہ آپ دیوار کی طرف گئے اور ہاتھ اور منہ پر مسح کیا پھر سلام کا جواب دیا۔(۱۳۰)

(۸۷) سعید بن ابی عروبہ سے روایت ہے کہ وہ نبی کریم ﷺ کے پاس آئے آپ ﷺ وضو فرما رہے تھے اور میں نے سلام کیا تو آپ نے اس کا جواب نہ دیا وضو سے فارغ ہونے کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا مجھے کوئی چیز مانع نہ تھی بجز وضو کے(۱۳۱)

(۸۸) جابرؓ سے رویات ہے فرماتے ہیں کہ ایک شخص آنحضور ﷺ کے پاس سے گزرے اور انہوں نے سلام کیا اور آپ پیشاب کر رہے تھے آپ ﷺ نے فرمایا جب مجھے ایسے کام میں دیکھو تو سلام مت کرو اور اگر اس حالت میں آپ نے سلام کیا تو میں اس کا جواب نہیں دوں گا۔(۱۳۲)

فاسق کو سلام کرنے کا مسئلہ

(۸۹) عبد بن عمروؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا شراب خوروں کو سلام نہ کرو۔(۱۳۳)

(۹۰) ابو زریق کہتے ہیں علی بن عبد اللہ شطرنج کو مکروہ سمجھتے تھے اور کہتے تھے کہ شطرنج

کھیلنے والے کو سلام نہ کرو۔ یہ بھی جوا ہے(۱۳۴)
(۹۱) حضرت علیؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا کچھ لوگوں پر گزر ہوا ان میں سے ایک شخص رنگین غازہ لگائے ہوئے تھے آپ ﷺ نے ان لوگوں کو دیکھا انہیں سلام کیا اور اس شخص کی طرف سے منہ پھیر لیا) جس نے غازہ لگایا ہوا تھا(۱)(۱۳۵)

نمازی کو سلام کا مسئلہ

نماز میں مصروف انسان کو سلام کہنا نہیں چاہیے لا یرد السلام فی السلام

(۹۲) عبد اللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا پہلے میں آنحضرت ﷺ کو نماز میں سلام کیا کرتا تو آپ ﷺ جواب دیتے جب ہم (حبش سے) لوٹ کر آئے تو میں نے آپ ﷺ کو سلام کیا آپ ﷺ نے جواب نہ دیا اور فرمایا نماز میں تو آدمی مشغول ہوتا ہے(۱۳۶)

(۹۳) جابر بن عبد اللہ سے روایت ہے انہوں نے کہ آنحضرت ﷺ نے مجھ کو ایک کام کیلئے بھیجا میں گیا - اور کام پورا کرکے لوٹا آنحضرت ﷺ کے پاس آیا - آپ ﷺ کو سلام کیا آپ نے جواب نہیں دیا۔ جب نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا کہ میں جواب ضرور دیتا مگر میں نماز میں مشغول تھا(۱۳۷)

(۹۴) صہیبؓ سے روایت ہے کہ میں گزرا رسول اللہ ﷺ پر آپ نماز پڑھ رہے تھے۔ میں نے سلام کیا، آپ نے انگلی کے اشارے سے جواب دیا(۱۳۸)

---

(۱) غازہ ایک قسم کا سرخ سفوف ہے جو سنگھار کیلئے چہرے پر ملا جاتا ہے۔ دیکھیے فرہنگ تلفظ مقتدرہ قومی زبان، مرتبہ۔ شان الحق حقی۔

حوالہ جات

۱. سورۃ النور:۶۱

۲. سورۃ الناس:۸۶

۳. شاہ ولی اللہ محدث دہلوی، حجۃ اللہ البالغہ،(اردو)ج: ۲ص: ۴۷۴، قومی کتب خانہ لاہور ستمبر ۱۹۹۱

۴. بستانی(البطرس البستانی اللبنانی) (۱۸۱۹ءتا۱۸۸۳ء)لبنان کے ایک عیسائی علمی خاندان سے تھا جس نے موجودہ دور میں عربی ادب کے احیاء میں بڑا نمایاں حصہ لیا۔ اسی کی علمی یادگار میں سے عربی زبان کی لغت"محیط المحیط" اور انسائیکلوپیڈیا"دائرۃ المعارف" خاص طور پر قابل ذکرہیں. اس کابیٹا سلیم بستانی (۱۸۴۷.۱۸۸۴) بھی صاحب قلم تھا اور "دائرۃ المعارف " کی تالیف میں اس کا شریک رہا. دیکھیے اردو جامع انسائیکلوپیڈیا، ج:۱ ص:۲۴۵.

۵. بطرس البستانی، دائرۃ المعارف (عربی) ج:۹ص:۷۰۷ دارالمعرفۃ بیروت لبنان.

۶. سیدسلمان ندوی، سیرت النبی(علامہ شبلی نعمانی)،ج:۶ص: ۳۶۷ مکتبہ مدنیہ لاہور.

۷. ایضاً

۸. ایضاً

۹. ایضاً

۱۰. ایضاً

۱۱. شاہ ولی اللہ محدث دہلوی، حجۃ اللہ البالغہ(اردو) ج:۲ص: ۴۷۴.

۱۲. وارث سرہندی، قاموس مترادفات، ص:۴۲۱، اردو سائنس بورڈ لاہور.

۱۳. محمد فواد عبدالباقی ، المعجم المفہرس لالفاظ القرآن الحکیم، مادہ(س ل م)ص:۳۵۶ سہیل اکیڈمی لاہور، الطبعۃ الثالث ۱۹۸۷ء

۱۴. مولانا عبدالرشید گجراتی، شرح الفاظ القرآن (مترجم) ، ج:۳ص:۱۵۹۱ شمسی پبلیشنگ ہاؤس شرف آباد سوسائٹی کراچی.

۱۵. المنجد فی اللغۃ والاعلام(عربی) مادہ سلم) ص:۳۴۷ دارالمشرق بیروت .

۱۶. مولانا عبدالرشید نعمانی ، لغات القرآن(مترجم) ج:۳.۴ باب السین

فصل اللام ص:۲۲۳، عمرفاروق اکیڈمی لاہور.
۱۷. ایضاً ص: ۲۲۰
۱۸. امام راغب اصفہانی ، المفردات مترجم، مادہ(س ل م)ص:۲۹۲، اہل حدیث اکادمی کشمیری بازار لاہور.
۲۰. دائرۃ المعارف اسلامیہ، لفظ" سلام" ج:۱۱،ص:۱۲۲.۱۲۳ دانش گاہ پنجاب لاہور.
۲۱. سورۃ النور:۶۱
۲۲. سورۃ النور:۲۴
۲۳. ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل بخاری (مترجم) کتاب التفسیر زیر آیت لا تدخلوا بیوت النبی، الاحزاب .۳۳، ج:۲ ص:۹۷۲، مکتبہ رحمانیہ اردو بازار لاہور ستمبر۱۹۸۵.
۲۴. سورۃ النساء:۸۶۱.
۲۵. ملا احمد جیون، تفسیرات احمدی(اردو) ، ج:۲ص:۳۳۶، رحمانیہ کتب خانہ وہاڑی.
۲۶. بخاری ، الادب المفرد(عربی) باب فضل من دخل بیتہ بسلام ، ح:۱۰۹۵، ص:۳۲۱، دارالکتب علمیہ، بیروت لبنان، الطعبۃ الاولی ۱۴۱۰ھ۱۹۹۰ء.
۲۷. اردودائرۃالمعارف اسلامیہ،لفظ"سلام" ج:۱۱ص:۱۲۳.۱۲۴.
۲۸. محمد عبداللہ بن عبدالرحمان دارمی سمرقندی، دارمی، فی السنن (عربی) الجز ثانی، ص:۲۷۸، دارالکتب العلمیہ، بیروت لبنان، وامام (ابوعیسی ترمذی ، جامع ترمذی (مترجم) الابواب الاستیزان، باب فضل السلام، ج:۲ص:۲۲۵ نعمانی کتب خانہ اردوبازار لاہور. وامام ابوداؤد سلیمان بن اشعث سجبستانی ، فی السنن (مترجم) کتاب الادب .ابواب السلام ، باب کیف السلام، ج:۳ص:۷۲۳، نعمانی کتب خانہ اردوبازار لاہور باراول، جولائی۱۹۸۷ء.
۲۹. بخاری ، الادب المفرد(عربی) باب فضل السلام، ح:۹۸۷ ص:۲۹۲
۳۰. بخاری فی الصحیح (مترجم) کتاب الاستیزان، باب افشاء السلام، ج:۳ ص:۴۸۷.
۳۱. بخاری ، الادب المفرد(عربی)باب السلام، ح:۹۸۷ ص:۲۹۲
۳۲. ایضاً ح:۹۸۸ ص:۲۹۲
۳۳. بخاری فی الصحیح(مترجم) کتاب الاستیزان، باب افشاء السلام، ج:۳ص: ۴۸۷
۳۴. محمد ابوعبداللہ ابن ماجہ قزوینی، فی السنن(مترجم) کتاب الادب،

باب افشاء السلام ،ج:۳ص:۲۷۰ اسلامی اکادمی اردوبازار لاہور، طبع جنوری ۱۹۹۰.
۳۵. امام ابوالحسن مسلم بن الحجاج، فی الصحیح (مترجم) کتاب الایمان ، باب افشاء السلام، ج:۱ص:۱۵۱ خالد احسان پبلیشر، بار اول۱۹۸۱ لاہور.وابن ماجه ، فی السنن، کتاب الادب (مترجم) باب افشاء السلام ج:۳ص:۲۶۹ وترمذی ، فی السنن ابواب الاستیزان، باب افشاء السلام ج:۲ص:۲۲۴
۳۶. بخاری ، الادب المفرد (عربی) باب افشاء السلام، ح:۹۷۹ص:۲۹۰
۳۷. ایضاً ح:۹۸۱ص:۲۹۱ وابن ماجه فی السنن (مترجم) کتاب الادب ، باب افشاء السلام، ج:۳ص:۲۷۰
۳۸. الدارمی ، فی السنن (عربی) ج:۲ ص:۲۷۵ ، باب افشاء السلام، وترمذی فی السنن(مترجم) ابواب الاستیزان، باب ماجاء فی افشاءالسلام ج:۲ص:۲۲۵ ، امام ابوزکریا محی الدین بن شرف نووی ، کتاب الاذکار (مترجم) باب فضل السلام والامر بافشائه ج:۲ ص:۱۰۰ محمد سعید اینڈ سنز مطبع سعیدی قرآن محل مقابل مولوی مسافر خانه کراچی.
۳۹. امام مالک، فی موطا(مترجم) کتاب السلام، باب جامع السلام، ح:۱۷۳ ص:۶۶۹ اداره نشریات اسلام لاہور و نووی ، کتاب الاذکار(مترجم) کتاب السلام والاستیزان، باب فضل السلام والامر بافشائه ج:۲ص:۱۰۱ وبخاری ، فی الادب المفرد (عربی) باب من خرج یسلم ویسلم علیه ح:۱۰۰۶، ص:۲۹۷
۴۰. بخاری ، فی الصحیح، کتاب الایمان، باب افشاء السلام(مترجم) ج:۱ص:۱۱۸ ونووی ، کتاب الاذکار(مترجم) کتاب السلام باب فضل السلام، ج:۲ص:۱۰۲
۴۱. ونووی ایضاً
۴۲. بخاری ، فی الصحیح (مترجم) کتاب الجنائز، باب الامر باتباع الجنائز،ج:۱ص:۵۴۵ وکتاب الاستیزان، باب افشاء السلام، ج:۳ ص:۴۸۷ ومسلم فی الصحیح (مترجم) کتاب اللباس والزینة باب تحریم استعمال الذهب ، والفضة ج:۵ ص:۲۹۵ ، وترمذی ، فی السنن(مترجم) ابواب الاستیزان ، باب ماجاء فی کراهیة لبس المعصفر للرجال ج:۲ص:۲۶۳
۴۳. بخاری، فی الصحیح ، کتاب الجنائز باب الامر باتباع جنائز، ج:۱ص:۵۴۵ ومسلم فی الصحیح کتاب السلام، باب من حق المسلم ، للمسلم، ج:۵ص:۳۵۵ وامام ابوداؤد سلیمان ابن داؤد ابن الجارو ودطیالسی ، فی المسند(مترجم) کتاب ملاک امور الاسلام ج:۲،ح:۳۷ ص:۳۸۸، ادارة القرآن والعلوم الاسلامیه۴۳۷ . ڈی گارڈن ایسٹ کراچی.

۴۴. دارمی، فی السنن (عربی) کتاب الاستیزان ، باب حق المسلم علی المسلم، ج:۲ص:۲۷۶(۱۹۹۱ء) و ترمذی ، فی السنن ابواب الاستیزان والادب ، باب ماجاء فی تشمیت العاطس ج:۲ص:۲۴۱
۴۵. بخاری فی الادب المفرد(عربی) باب المسلم علی المسلم ان یسلم علیه اذا لقیه ح:۹۹۱ص:۲۹۳
۴۶. ابوداؤد فی السنن (مترجم)کتاب الادب باب فضل من بدابالسلام ج:۳ص:۶۲۴ وترمذی فی السنن(مترجم) ابواب الاستیزان والادب باب فی فضل الذی یبدأ باالسلام ج:۲ص:۲۲۷.
۴۷. مولانامنظورنعمانی، معارف الحدیث ، کتاب المعاشرت والمعاملات ج:۶ص:۱۵۵ ، مکتبه رشیدیه غله منڈی ساہیوال.
۴۸. ابوداؤد طیالسی ، فی المسند (مترجم) کتاب الادب والسلام، ج:۲ص:۱۱۸، وبخاری ، فی الادب المفرد(عربی) باب من بدا بالسلام ح:۹۸۵ص:۲۹۱
۴۹. ابوداؤد طیالسی ، فی المسند (مترجم)کتاب هجران المسلم ج:۲ص:۳۵۱
۵۰. امام بخاری ، فی الادب المفرد(عربی) باب من برا بالسلام ح:۹۸۲ص:۲۹۱
۵۱. ایضاً ح:۹۸۳ص:۲۹۱
۵۲. ایضاً ح:۹۸۴ص:۲۹۱
۵۳. اردو دائرة المعارف اسلامیه، ج:۱۱ص:۱۲۵(بذیل ماده. سلام)
۵۴. بخاری ، فی الصحیح (مترجم) کتاب الاستیزان ، باب تسلیم والاستیزان ثلاثا ، ج:۳ ص:۴۹۱
۵۵. نووی، کتاب الاذکار(مترجم) کتاب السلام، باب کیفیة السلام، ج:۲ص:۱۰۷
۵۶. ترمذی ، فی السنن(مترجم) کتاب الاستیزان والادب باب کیف السلام ج:۲ص:۲۳۵ ونووی، کتاب الاذکار(مترجم) کتاب السلام، باب کیفیة السلام، ج:۲ص۱۰۷ وبخاری فی الادب المفرد(مترجم)باب التسلیم النائم ح:۱۰۲۸ ص:۳۰۳
۵۷. امام مالک، موطا(مترجم)کتاب السلام باب العمل فی السلام ح:۱۶۸ص:۶۶۸
۵۸. ایضاً ح:۱۶۴ ص:۶۴۰
۵۹. ملا احمد جیون ، تفسیرات احمدیه فی بیان الایات الشرعیه . سورة

النور، ج:۲ص:۵٦۵تا۵٦۷

٦۰. ترمذی فی سنن (مترجم) ابواب الاستیزان والادب ، باب فی التسلیم اذا دخل بیته ج:۲ص:۲۲۸

٦۱. محمد منظورنعمانی ، معارف الحدیث ، کتاب المعاشرت والمعاملات ج:٦ص:۱۵۸

٦۲. بخاری فی الادب المفرد(عربی) باب اذا قال : ادخل ؟ ولم یسلم، ح:۱۰۸۳ ص:۳۱۷

٦۳. ایضاًح:۱۰۸۴ ص:۳۱۷

٦۴. ایضاً باب کیف الاستیزان ح:۱۰۸۵ ص:۳۱۷

٦۵. امام غزالی ، الاربعین،ص:۴۰ بحواله اصول السنة الرد البدعة (اردو) مولانا محمد ظاہر پنج پیرص:۳۴ اردوترجمه محمد عبدالبرسکر گاہی، اشاعت التوحید والسنة کراچی نور مسجد منظور کالونی کراچی.

٦٦. عبدالرحمن جزیری ، کتاب الفقه علی المذاہب الاربعة(اردو) ج:۲ص:۹۲، علماء اکیڈمی ، شعبه مطبوعات ، محکمه اوقاف پنجاب لاہور طبع پنجم جون۱۹۹۱.

٦۷. بخاری فی الصحیح (مترجم)کتاب الاستیزان باب تسلیم القلیل علی الکثیر، ج:۳ص:۴۸٦ ومسلم فی الصحیح (مترجم) کتاب السلام ، باب یسلم الراکب علی الماشی والقلیل الکثیر، ج:۵ ص:۳۵۴ وابوداؤد فی السنن (مترجم) کتاب الادب ، باب من اولی بالسلام ، ج:۳ص:۱۷۲۴، وترمذی ، فی السنن(مترجم) ابواب الاستیزان والادب، بابا ماجاء فی التسلیم الراکب علی الماشی ج:۲ص:۲۳۰، بخاری ، فی الادب المفرد(عربی) تسلیم الراکب علی القاعد، ح:۹۹٦ص:۲۹۴

٦۸. دارمی فی السنن(عربی) کتاب الاستیزان والادب، باب ماجاء فی تسلیم الراکب علی الماشی، ج:۲ص:۲۷٦ ،وترمذی ، فی السنن(مترجم) ابواب الاستیزان والادب، بابا ماجاء فی التسلیم الراکب علی الماشی ج:۲ص:۲۳۰ ،بخاری فی الادب المفرد(عربی) تسلیم الراکب علی القاعد، ح:۹۹٦ص:۲۹۴

٦۹. امام‌مالک، موطا(مترجم) کتاب السلام، باب العمل فی السلام، ح:۱٦۸ ص:٦٦۸

۷۰. امام‌بخاری ، الادب المفرد(عربی) باب یسلم الماشی علی القاعد ح:۹۹۲ص:۲۹۳

۷۱. ایضاً ح:۹۹۴ص:۲۹۴

۷۲. آمام ابوداؤد فی السنن (مترجم) کتاب الادب ،باب السلام فی السلام اذا قام من المجلس ،ج:۳ص:۷۲۷وترمذی ، فی السنن(مترجم) ابواب الاستیزان والادب، باب التسلیم عند القیام والقعود، ج:۲ص:۲۳۱، وبخاری فی الادب المفرد (عربی) باب التسلیم اذاجاء مجلس ح:۱۰۰۷ ص:۲۹۷
۷۳. ابوداؤد فی السنن(مترجم) کتاب الادب ، ابواب السلام ، باب ماجاء فی رد الواحد عن الجماعة ،ج:۳ص:۷۲۸، ونووی ، کتاب الاذکار(مترجم) کتاب السلام ، باب العمل فی السلام حکم السلام ج:۲ص:۱۱۲
۷۴. مالک، موطا (مترجم) کتاب السلام، باب العمل فی السلام، ح:۱۶۸ ص:۶۶۸
۷۵. امام بخاری فی الادب المفرد (عربی) باب التسلیم اذا قام من المجلس ح:۱۰۰۸ص:۲۹۷
۷۶. ابوداؤد فی السنن(مترجم) کتاب الادب ،باب فی الجلوس بالطرقات،ج:۳ص:۵۸۵، ومسلم فی الصحیح (مترجم) کتاب السلام ، باب من حق الجلوس علی الطریق رد السلام ج:۵ص:۳۵۴
۷۷. وترمذی ، فی السنن(مترجم) ابواب الاستیزان والادب، باب ماجاء علی المجالس فی الطریق ج:۲ص:۲۳۸ ،ابوداؤد فی السنن(مترجم)طیالسی ، فی المسند(مترجم) کتاب الادب والسلام ،ج:۲ح:۹ص:۱۱۸
۷۸. امام بخاری فی الصحیح (مترجم) کتاب الاستیزان باب التسلیم علی الصبیان ج:۳ص:۴۹۲ ومسلم فی الصحیح (مترجم) کتاب السلام باب السلام علی الصبیان ج:۵ ص:۳۵۸و ترمذی فی السنن ابواب الاستیزان والادب ، باب ماجاء فی التسلیم علی الصبیان ج:۲ص:۲۲۸ ،ابوداؤد فی السنن(مترجم) کتاب الادب ،باب السلام فی السلام علی الصبیان ،ج:۳ص:۷۲۵، وابن ماجه فی السنن(مترجم) کتاب الدب باب السلام علی الصبیان عن طریق ابو خالد الاحمر عن حمید عن انس ج:۳ص:۲۷۳ ودارمی فی السنن(عربی) کتاب الاستیزان باب فی تسلیم علی الصبیان ج:۲ص:۲۷۶
۷۹. امام ابوداؤد فی السنن(مترجم) کتاب الادب ، ابواب السلام ، باب فی السلام علی الصبیان ،ج:۳ص:۷۲۵
۸۰. امام بخاری فی الادب المفرد (عربی) باب السلام علی الصبیان ح:۱۰۴۴ص:۳۰۶
۸۱. امام ابوداؤد فی السنن (مترجم) کتاب الادب ،باب فی الرحمة ج:۳ص:۶۲۹.
۸۲. ایضاً
۸۳. امام ابوداؤد فی السنن (مترجم) کتاب الادب ،باب فی السلام علی النساء

ج:۳ص:۴۲۵ وابن ماجه فی السنن (مترجم) کتاب الادب باب السلام علی النساء علی الصبیان والنساء ج:۳ص:۲۴۳وترمذی ، فی السنن(مترجم) ابواب الاستیزان والادب، باب ماجاء فی التسلیم علی النساء ج:۲ص:۲۲۸،

۸۴. امام نووی ، کتاب الاذکار(مترجم)کتاب الاستیزان باب من یسلم علیه ومن لایسلم علیه ج:۲ص:۱۲۸

۸۵. امامبخاری فی الصحیح کتاب الاستیزان باب تسلیم الرجال علی النساء والنساء علی الرجال ج:۳ص:۴۹۳ ونووی کتاب الاذکار باب تسلیم الرجال علی النساء ج:۲ص:۱۲۸

۸۶. امامبخاری فی الصحیح کتاب الاستیزان باب تسلیم الرجال علی النساء والنساء علی الرجال ج:۳ص:۴۹۳ ومسلم فی الصحیح (مترجم) کتاب الفضائل باب فضائل عائشة ام المومنین ج:۶ص:۱۲۳ وترمذی ، ابواب المناقب باب من فضل عائشة رضی اللّٰهعنها ج:۲ص: ۴۳۰

۸۷. امامبخاری فی الصحیح (مترجم) کتاب المناقب باب تزویج النبی صلی اللّٰهعلیه وسلم خدیجة وفضلها رضی اللّٰهعنها ج:۲ص:۴۸۳ ومسلم فی الصحیح (مترجم) کتاب الفضائل باب فضائل خدیجة ج:۶ص:۱۱۶

۸۸: وبخاری فی الادب المفرد(عربی) باب التسلیم النساء علی الرجال ح:۱۰۴۵ص:۳۰۴ونووی کتاب الاذکار باب من یسلم علیه ومن لا یسلم علیه ج:۲ص:۱۲۹

۸۹. امامبخاری فی الادب المفرد(عربی) باب التسلیم علی النساء ح:۱۰۴۷ص:۳۰۴

۹۰. علامه علی متقی ہندی ، کنزالعمال (عربی) ح:۱۳۲۸۹ج:۵ص:۴۵۳ مؤسسة الرسالة بیروت۱۴۰۵ھ/۱۹۸۵ء

۹۱. اماممالک، موطا(مترجم) کتاب السلام، باب العمل فی السلام، ح:۱۶۹ص:۶۶۸

۹۲. ابوعبداللّٰه قرطبی مالکی الجامع الاحکام القرآن تفسیرالقرطبی (عربی) ج:۵ص:۳۰۲ قاہره ۱۹۳۷ء

۹۳. نووی کتاب الاذکار باب من یسلم علیه ومن لا یسلم علیه ج:۲ص:۱۲۶

۹۴. عبدالرحمن جزیری ، کتاب الفقه علی المذاهب الاربعه (اردو) ج:۲ص:۹۴

۹۵. ابن ماجه فی السنن ، کتاب اقامة الصلواة والسنة فیها باب ماجاء فی الخطبة یوم الجمعة ج:۱ص:۵۴۷

٩٦. عبد الرزاق ، فی المصنف (عربی) کتاب الصلواۃ باب تسلیم اذا صعد المنبر ج:٢ص:١٩٣ المجلس العلمی بیروت من المکتب الاسلامی، ١٣٩٢ھ،١٩٧٢ء

٩٧. ایضاً

٩٨. ابوبکر بن ابی شیبہ فی المصنف (عربی) کتاب الصلواۃ باب الامام اذا جلس علی المنبر یسلم ج:٢ص:١١٤ ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیہ کراچی۔

٩٩. امام محمد شیبانی . کتاب الاثار(مترجم) باب من یسلم علی قوم فی خطبۃ او فی الصلواۃ ص:١٠٠ محمد سعید اینڈ سنز تاجران کتاب قرآن محل مولوی مسافرخانہ کراچی۔

١٠٠. ایضاً

١٠١. عبدالرحمن جزیری ، کتاب الفقہ علی المذاھب الاربعۃ فی الخطبۃ ج:١ص:٦٢٩تا٦٣١

١٠٢. مفتی تقی عثمانی، درس ترمذی ج:٢ص:٢٨٢

١٠٣. مصنف ابن ابی شیبہ (عربی) کتاب الادب ج:١ ص:٤٢٦

١٠٤. امامبخاری فی الادب المفرد(عربی) باب التسلیم اذاجاء ح:١٠٤٩ص:٣٠٨

١٠٥. امامالک، موطا(مترجم) کتاب السلام، باب العمل فی السلام، ح:١٧٥ ص:٦٧٠

١٠٦. امامبخاری فی الادب المفرد(عربی) باب التسلیم اذاجاء ح:١٠٥٥ص:٣١٠

١٠٧. شیخ عبدالحق محدث دھلوی(اسوہ صالحین) آداب صالحین (اردو) باب چھارم. سلام کابیان ص:١٣٢، ادارہ تالیفات اشرفیہ بیرون بوہڑگیٹ ملتان۔

١٠٨. مسلم فی الصحیح(مترجم) کتاب الجنائز ج:٢ص:٤٠٠ ونسائی فی السنن(مترجم) کتاب الجنائز باب الامر بالاستغفار للمومنین ج:١ص:٧١٩ نعمانی کتب خانہ لاہور دسمبر١٩٩٠ء ابن ماجہ فی السنن(مترجم) کتاب الجنائز باب ماجاء فیما یقال اذا دخل المقابر ج:١ص:٧٦٦ اسلامی اکادمی لاہور جنوری١٩٩٠ء ونووی کتاب الاذکار(مترجم) ج:١ص:٤٤٧ باب ما یقول زائر القبور۔

١٠٩. امامسلم ایضاً ص:٤٠١، ونسائی ایضاً ص:٧١٨ کتاب الاذکار ، ایضاً ص:٤٤٧

١١٠. امامابوداؤد ، فی السنن(مترجم) کتاب الجنائز باب اذا مربالقبور ج:٢ص:٤٣٠ ونووی ایضاً ج:١ص:٤٤٨

۱۱۱. ترمذی فی السنن (مترجم) ابواب الجنائز باب مایقول الرجل ، اذا دخل المقابر ج:۱ص:۳۷۵ ونووی ایضاً ج:۱ص:۴۴۸

۱۱۲. مسلم فی الصحیح(مترجم) کتاب الجنائز ج:۲ص:۴۰۲ ونسائی فی السنن(مترجم) کتاب الجنائز باب الامر بالاستغفار للمومنین ج:۱ص:۷۲۰ وابن ماجه فی السنن(مترجم) کتاب الجنائز باب ماجاء فیما یقال اذا دخل المقابر ج:۱ص:۷۶۶ ونووی ایضاً

۱۱۳. بخاری فی الصحیح (مترجم) کتاب الاستیزان باب تسلیم فی مجلس فیه اخلاط من المسلمین والمشرکین ج:۳ص:۴۹۵ وترمذی فی السنن(مترجم) ابواب الاستیزان والادب باب ماجاء فی السلام علی مجلس فیه المسلمون وغیرهم ج:۲ص:۲۳۰ ونووی کتاب الاذکار(مترجم) باب من یسلم علیه ومن لا یسلم علیه ج:۲ص:۱۳۲

۱۱۴. بخاری فی الصحیح (مترجم) کتاب الاستیزان باب کیف یکتب الکتاب ج:۳ص:۳۹۹ ومسلم فی الصحیح کتاب الجهاد والسیر (مترجم) باب کتب النبی الی هرقل ملک الشام یدعوه الی السلام ج:۵ص:۷۴ وترمذی فی السنن(مترجم) ابواب الاستیزان باب ماجاء کیف یکتب الی اهل المشرک ج:۲ص:۲۳۴وبخاری الادب المفرد(عربی) باب کیف یکتب الی اهل الکتاب ح:۱۱۰۹ ص:۳۲۴

۱۱۵. مولانا ادریس کاندهلوی سیرت مصطفے ج:۲ص:۳۸۸ مکتبه عثمانیه بیت الحمد جامعه اشرفیه لاہور. ڈاکٹرمحمد حمیداللہ رسول اکرم کی سیاسی زندگی، ص:۲۳۵ دارالاشاعت کراچی جون ۱۹۸۳ء

۱۱۶. سیرة مصطفے ص:۳۹۴ رسول اکرم کی سیاسی زندگی ص:۱۵۴

۱۱۷. سیرة مصطفے ص:۴۰۵

۱۱۸. ایضاً ص:۴۰۹

۱۱۹. ایضاًص:۴۱۱

۱۲۰. امام ابن القیم جوزی ، زاد المعاد(عربی) ج:۳ص:۶۰ طبع المطبعة المصریة ۱۳۹۲ھ وزرقانی ج:۳ص:۳۴۳ تا۳۴۵ مطبوعه قاهره

۱۲۱. نووی کتاب الاذکار(مترجم) باب الاحوال التی یستحب فیها السلام والتی یکره فیها والتی یباح ج:۲ص:۱۲۵

۱۲۲. جزیری :کتاب الفقه باب من ابدا بالسلام وردالسلام (اردو) ج۲ص:۹۶

۱۲۳. بخاری فی الصحیح کتاب الاستیزان باب کیف یرد علی اهل الذمه السلام ج:۳ص:۴۹۷ ومسلم فی الصحیح (مترجم) کتاب السلام باب النهی عن ابتداء اهل الکتاب بالسلام وکیف یرد علیهم ج:۵ص:۳۵۶ وترمذی فی السنن(مترجم) ابواب الاستیزان والادب باب ماجاء فی کراهیة التسلیم علی الذمی ،

ج:۲ص:۲۲۹ وداؤد فی السنن (مترجم) کتاب الادب باب فی السلام علی اهل الذمة ج:۳ص:۲۲٦ وابن ماجه فی السنن (مترجم) کتاب الادب باب رد السلام علی اهل الذمة ج:۳ص:۲۷۲

۱۲۴. بخاری ایضاً ، ومسلم ایضاً و داؤد ایضاً و ابن ماجه ایضاً وبخاری فی الادب المفرد (عربی) باب من سلم علی الذمی اشارة ح:۱۱۰۴ ص:۳۲۳

۱۲۵. بخاری ایضاً ، ومسلم ایضاً ص:۳۵۷و داؤد ایضاً و ترمذی ایضاً ص:۲۲۹وبخاری فی الادب المفرد (عربی) باب من سلم علی الذمی بالسلام ح:۱۱۰۳ ص:۳۲۳

۱۲٦. ابخاری فی الصحیح مترجم)ایضاً ومسلم ایضاً وداؤد ایضاًوبخاری فی الادب المفرد(عربی) باب کیف الرد علی اهل الذمة ح:۱۱۰٦ ص:۳۲۳

۱۲۷. وبخاری فی الادب المفرد(عربی) باب اذا سلم النصرانی ولم یعرفه ح:۱۱۱۵ ص:۳۲۵

۱۲۸. بوداؤد فی السنن(مترجم) کتاب الطهارة باب فی الرجل یرد السلام وهو یبول ج:۱ص۳٦ وترمذی فی السنن(مترجم) ابواب الطهارة باب فی کراهیة رد السلام غیر متوضی ج:۱ص:۷۵ ونسائی فی السنن(مترجم) کتاب الهارة باب السلام علی من یبول ج:۱ص:۴۲

۱۲۹. ابوداؤد ایضاً ونسائی ایضاً و ابن ماجه کتاب الطهارة باب الرجل یسلم وهو یبول ج۱ص:۲۰۷ ودارمی فی السنن(عربی) باب اذا سلم علی الرجل وهو یبول ج:۲ص:۲۷۸

۱۳۰. نسائی ، فی السنن(مترجم) کتاب الطهارة ، باب التیمم فی الحضر، ج:۱ص:۱۳٦

۱۳۱. ابن ماجه ، فی السنن(مترجم) کتاب الطهارة ، باب الرجل یسلم وهو یبول، ج:۱ص:۲۰۷

۱۳۲. ایضاً

۱۳۳. بخاری ، فی الصحیح(مترجم) کتاب الاستیذان، باب من لم یسلم علی من اقترف ذنبا ولم یردالسلام ج:۳ص:۴۹٦، وفی الادب المفرد(عربی) باب لایسلم علی فاسق ، ح:۱۰۱۷، ص:۳۰۰.

۱۳۴. بخاری ، فی الادب المفرد، باب لایسلم علی فاسق ، ح:۱۰۱۹ ص:۳۰۰

۱۳۵. ایضاً باب من ترک السلام علی المتخلق واصحاب المعاصی، ح:۱۰۲۰ ، ح:۳۰۰

۱۳٦. بخاری ، فی الصحیح (مترجم) کتاب المساجد، باب تحریم الکلام فی

الصلواة ج:۲ص:۵۳٦. ومسلم ، فی الصحیح(مترجم) کتاب الصلواة ، باب رد السلام فی الصلواة ج:۲ص:۱۱۳ وداؤد ، فی السنن(مترجم) کتاب الصلواة ، باب رد السلام فی الصلواة ج:۱ص:۳۸۵، وابن ماجه فی السنن(مترجم) کتاب الصلواة باب المصلی یسلم علیه کیف یرد، ج۱ص:۵۰۳.

۱۳۷. بخاری ایضاً ، ومسلم ، ایضاً وابوداؤد ایضاً ص:۳۸٦، وابن ماجه ایضاً ونسائی ، سنن ، کتاب الافتتاح ، باب رد السلام با لاشارة فی الصلواة ج:۱ص:۲۳۴

۱۳۸. ابوداؤد، فی السنن(مترجم) کتاب الصلواة باب ردالسلام فی الصلواة، ج:۱ص:۳۸٦، وترمذی ، فی السنن (مترجم) ابواب الصلواة، باب ماجاء فی الاشارة فی الصلواة ج:۱ ص:۱٦۷ ونسائی فی السنن (مترجم) کتاب الافتتاح، باب رد السلام بالاشارة فی الصلواة ج:۱ص:۲۳۳ ابن ماجه فی السنن(مترجم) کتاب اقامة الصلواة والسنة فیها، باب المصلی، یسلم علیه کیف یرد، ج:۱ص:۵۰۳.

الحمدللّٰہالذی تتم بجلاله الصالحات وعلی رسوله سیدنا محمد افضل الصلوات واکرم التحیات